احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 22۔ اکتوبر 2010ء

روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 22/اکتوبر 2010ء 13ذیقعد 1431 ہجری 22 اخاء 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 218

کیا زندگی اتفاقی حادثہ ہے

امریکہ کے ماہر حیاتیات Professor Edwin Conklin, the Princetown University, Biologist لکھتے ہیں۔

یہ خیال کہ زندگی کا آغاز محض کسی اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں ہوا ہے بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ لغت کی ایک مکمل کتاب کسی چھاپہ خانہ کے اتفاقی دھماکے کے نتیجہ میں خود بخود چھپ گئی تھی۔

(ریڈرز ڈائجسٹ مئی 1956ء صفحہ 87)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

پس آریہ صاحبوں کی یہ عجیب چالاکی ہے کہ دراصل تو وہ پرمیشر کو مالک ہونے سے جواب دیتے ہیں اور ہر ایک روح اور ذرہ کو خود بخود سمجھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ وہ ہر ایک چیز کا مالک ہے۔ مالک تو تب ہوتا کہ ہر ایک کی حد بندی کرنے والا وہی ٹھیرتا اور ہم پھر کہتے ہیں کہ حیوانات کی طاقتوں اور قوتوں کی تفاوت کا سبب تناسخ اور آواگون کو قرار دینا خدائے حکیم کے علم اور ست ودیا کو ضائع کرنا اور اس کی وحدت نظامی کو درہم و برہم کرنا ہے۔ جس حالت میں تم مثلاً ستاروں اور سورج اور چاند پر نظر ڈال کر اپنے منہ سے اقرار کرتے ہو کہ وہ تفاوت جوان ستاروں کی قوت اور طاقت اور تمام لوازم میں واقع ہے وہ کسی تناسخ اور آواگون کا موجب نہیں بلکہ حکمت اور مصلحت الٰہیہ نے یہی چاہا۔ تا ہر ایک چیز اپنی اپنی حد بندی کی رو سے حد باندھنے والے پر دلالت کرے اور اس طرح اس غیب الغیب اور وراء الوراء پر ایک دلیل قائم ہو جائے تو پھر کیوں اُسی مُنہ سے وہ تفاوت جو حیوانات میں پایا جاتا ہے۔ اس کو تم تناسخ اور آواگون کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہو۔ یا تو یہ مان لو کہ کل تفاوت اور باہمی فرق طاقتوں اور قوتوں اور خاصیتوں کا جو آسمان کے ستاروں اور زمین کے جمادات نباتات حیوانات میں پایا جاتا ہے ان سب کا سبب تناسخ اور آواگون ہے اور یا یہ مان لو کہ یہ تمام تفاوت اور مختلف قسم کی حد بندیاں تمام عالم کی چیزوں میں خواہ وہ حیوانات ہیں یا غیر حیوان یہ صرف اسی وجہ سے ہیں کہ تا ان حد بندیوں سے ایک ذات حد باندھنے والے کا پتہ لگ جائے یہ کیا حماقت ہے کہ ان حد بندیوں کی دلیل بیان کرنے کے وقت ایک جگہ کچھ بیان ہے اور دوسری جگہ اس کے مخالف بیان ہے اس قسم کا تناقض خدا کے کلام میں نہیں ہوسکتا اور جو کلام اس تناقض کو پیش کرے اس کی رڈ اور کھنڈن کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی وحدت نظامی کے برخلاف ہے۔ بھلا ہمیں بتاؤ کہ کیا وید میں وحدت نظامی کی تعلیم پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ وہ تمام تفاوت قوتوں اور طاقتوں اور خاصیتوں کا جو ستاروں اور دوسری نباتات اور روحوں کی قوتوں میں پایا جاتا ہے از روئے تعلیم وید وہ محض اس لئے ہے کہ تا وہ مختلف طور کی حد بندی کہ جو ان تمام چیزوں کی قوتوں اور طاقتوں اور اجسام کی شکلوں اور رنگوں اور مقداروں میں پائی جاتی ہے ایک حد بست کرنے والے پر پختہ اور کامل دلیل ہو۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص19)

آپس میں محبت اور نظام جماعت کی پابندی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہر قسم کے دھوکے سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت ہی ہے۔ اگر اس خوبصورتی سے دور ہٹ گئے تو ہمارے میں اور غیر میں کیا فرق رہ جائے گا۔ حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ تم نمازیں پڑھتے ہو وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ تم روزے رکھتے ہو دوسرے (۔) بھی روزے رکھتے ہیں۔ تم حج پر جاتے ہو دوسرے بھی حج پر جاتے ہیں۔ یا بعض صدقات بھی دیتے ہیں تو کوئی فرق ہونا چاہئے۔ ایک بڑا واضح فرق نظامِ جماعت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلافت سے تو ہمارا وفا کا تعلق ہے لیکن جماعتی نظام سے اختلاف ہے۔ جماعتی نظام بھی خلافت کا بنایا ہوا نظام ہے۔ اگر کسی عہدیدار سے شکایت ہے تو خلیفہ وقت کو لکھا جاسکتا ہے۔ اس کی شکایت کی جاسکتی ہے۔ لیکن نظامِ جماعت کی اطاعت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2010ء۔ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2010ء)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2010ء)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 593

اقلیم عدم کے مسافروں کا سراغ؟

وسط 1891ء میں حضرت شیخ نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس امرتسر ہال کے زیر اہتمام کتاب ''ازالہ اوہام'' طبع ہو رہی تھی کہ اس دوران انہیں حضرت مسیح موعود کے حضور لدھیانہ میں ایک تحقیقی وضاحت کے لئے حاضر ہونا پڑا آپ کا بیان ہے۔

''جب میں لدھیانہ پہنچا تو راستہ میں عباس علی جو اس وقت حضرت سے بدظن ہو چکے تھے اور مجھے اس بات کا کچھ علم نہ تھا مل گئے میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت صاحب کس مکان میں رونق افروز ہیں انہوں نے مجھے پتہ تو دے دیا لیکن ساتھ جانے سے انکار کیا۔ میں نے کہا کہ آپ تو بہت معتقد تھے آپ کیوں نہیں چلتے لیکن وہ نہ گئے پس میں اکیلا حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچا آپ شہزادہ غلام حیدر صاحب کے مکان پر تشریف رکھتے۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی بعد سلام مسنون فرمایا کہ کتاب کی بڑی ضرورت ہے آپ کیوں چلے آئے میں نے عرض کیا مجھے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے وہ پوچھ کر آج ہی واپس چلا جاؤں گا اس وقت پیر سراج الحق صاحب نعمانی اور شہزادہ عبدالمجید صاحب اور قاضی خواجہ علی صاحب مرحوم اور مولوی غلام نبی صاحب خوشابی اور مولوی نظام الدین صاحب مرحوم اور مولوی تاج محمد صاحب اور عبدالحق صاحب وغیر ہم بیٹھے ہوئے تھے حضرت اقدس نے فرمایا وہ کیا مسئلہ ہے جو دریافت کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے مختصر الفاظ میں بیان کر دیں میں سمجھ جاؤں گا اور مولویوں کو جواب دینے کے قابل ہو جاؤں گا وہ یہ ہے کہ آپ نے ازالہ اوہام میں تحریر فرمایا ہے کہ کوئی مردہ زندہ نہیں ہوا۔............اس پر آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف پر تو ہر ایک (۔) کا یقین اور ایمان ہے کہ یہ کامل کتاب ہے اور خدا کا کلام ہے اگر کوئی مردہ زندہ ہوا ہوتا یا زندہ ہوسکتا تو قرآن کریم ورثہ اور ترکہ میں اس کا حق ضرور رکھتا جیسا کہ زندوں کا حق رکھا ہے قرآن کریم تو حکم دیتا ہے کہ جب کوئی (۔) مر جائے تو اس کی جائیداد وارثوں میں تقسیم کر دی جائے حتیٰ کہ اس کی بیوی کو بھی حکم اور اجازت ہے کہ عدت گزرنے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر لے بتلاؤ تمہارے شہر میں خان بہادر محمد شاہ صاحب رئیس جو فوت ہو گئے ہیں اگر وہ کسی کی دعا سے زندہ ہو جائیں۔ تو ان کے حق میں قرآن کا کیا فیصلہ ہے اور جائیداد جو ان کے وارثوں میں تقسیم ہو چکی اس میں ان کا کیا حق ہے قرآن مجید نے تو مردہ کا کوئی حق نہیں رکھا اب نعوذ باللہ یا تو قرآنی تعلیم کو ناقص ماننا پڑے گا کہ جس نے موت کے بعد زندہ ہونے والوں کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا یا پھر یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ جسمانی طور پر مردے کبھی زندہ ہو کر واپس نہیں آتے یہ جواب سن کر میری تو تسلی ہو گئی اور میں اسی روز امرتسر واپس آ گیا اور میں خود بھی قرآن کریم پر غور کرنے لگا۔''

(رسالہ نور احمد نمبر 1 صفحہ 14-15 تالیف حضرت شیخ نور احمد صاحب طبع دوم لاہور)

حضرت مسیح موعود نے ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 764 پر اپنے پُر معارف منظوم کلام میں یہ حقیقت خوب اچھی طرح نمایاں فرمائی کہ۔

کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں
یہ تو رہنے کا نہیں پیارو مکاں
چل بسے سب انبیاء و راستاں
اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا بھلا دیکھا کوئی

اردو شعراء نے اس موضوع پر اتنے اشعار لکھے ہیں کہ ان سے ایک دفتر تیار ہوسکتا ہے نمونے کے پندرہ شعروں کا انتخاب لاجواب چشم بصیرت سے ملاحظہ کیجئے۔

پھرا نہ ملکِ عدم سے کوئی کہ میں پوچھوں
کہو مسافرو منزل پہ کیا گزرتی ہے
رہنے والوں کا عدم کے حال کس سے پوچھئے
اس طرف کو آجتک واں سے پھرا کوئی نہیں
(ظفؔر)

جو پھر کے آئے مسافر کوئی۔ تو ہو معلوم
عدم کی راہ میں ہے یا نہیں نشیب و فراز
یارانِ رفتگاں کا کھلے حال کِس طرح
بھیجا نہیں کسی نے بھی لکھ کر عدم سے خط
پہنچی نہ رفتگانِ عدم کی جو کچھ خبر
کیا جانے کیسی جاتے ہی منزل پہ بن گئی
(ظفر)

ہرگز نہ کوئی ملکِ عدم سے پھر آئے گا
عالم اگر یہی ہیں جہانِ خراب کے
نہ پھرا ملک عدم سے کوئی یار اے سوؔدا
جانا اب ان کی خبر کے لئے ناچار مجھے
(سوؔدا)

یہ ملکِ عدم بھی کوئی دلچسپ جگہ ہے
آیا نہ پلٹ کر کبھی یاں کوئی واں کا
(سحؔر)

کیسے عدم کے لوگ مسافر نواز ہیں
کوئی یہاں کا جا کے وہاں سے پھرا نہیں
(آتشؔ)

کوئی رفتۂ مُلکِ عدم نہ پھرا
کہ جو پوچھوں وہاں کا میں حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا
جو گیا وہاں سے پھرا ہی نہیں
(شائقؔ)

عدم سے آئی نہ یارانِ رفتگاں کی خبر
خبر نہیں وہ کہاں جا کے قافلہ ٹھہرا
(شیدؔا)

مسافروں کے بہت قافلے عدم کو گئے
مِلا نہ منزل ہستی میں پھر کسی کا سُراغ
(سلیؔم)

کوئی پھرا نہ ملکِ عدم سے تو اب تلک
پایا جہاں کسی نے کچھ آرام رہ گیا
(ہدایؔت)

کیا جانے رہروں کا ہوا کیا عدم میں حال
اب تک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا
(امیؔر)

مکرم حکیم منور احمد عزیز صاحب

دارچینی کا تعارف اور فوائد

یہ مشہور خوشبودار درخت کی چھال ہے۔ اس درخت کا اصل مسکن چین ہے۔ جہاں ہزاروں سال قبل اس کی دریافت ہوئی۔ تاہم آسام، سری لنکا، برما، جمیکا، جاوا، برازیل میں بھی پایا جاتا ہے۔ کسی زمانہ میں اس کی قیمت گولڈ سے بھی زیادہ تھی۔ جدید دور میں اسے بیکری کی مصنوعات، ادویات کئی مشروبات اور کھانوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ دارچینی سے ایک فی صد تیل بھی نکالا جاتا ہے۔ سری لنکا کی دارچینی دنیا میں بہترین مانی گئی ہے۔ یہ گرم مصالحے کا جزو ہے۔

دارچینی کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے۔ ذائقہ تیز قدرے شیریں لعاب دار، خوش مزہ، خوشبودار ہوتا ہے۔ مزاج گرم خشک، گرم مزاجوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ دردسر پیدا کرتی ہے۔ طب یونانی میں معجون دارچینی اس کا مشہور مرکب ہے۔

فوائد

یہ قابض تاثیر رکھتی ہے رطوبتوں کو پتلا اور نرم کرتی ہے سُدھ کھولتی ہے۔ فرحت بخشتی ارواح کو طاقت دیتی اور حفاظت کرتی ہے۔ یہ ہاضم وحرارت غریزی کو تیز کرتی۔ پیٹ درد نفخ دور کرتی بھوک بڑھاتی۔ پرانے اسہال، قے، متلی، اور بلغم کی زیادتی دور کرتی۔ دماغ کی رطوبت خشک کرتی۔ پیشاب کھول کر لاتی۔ بواسیر کے درد کو روکتی خونی دستوں کو بند کرتی۔ جسم سے سوزش مٹاتی۔ دمہ، کھانسی، خفقان اور وحشت کو دور کرتی ہے۔ جب موسم کی تبدیلی کے سبب انفلوئنزا کے مریض کے تمام جسم میں اعضاء شکنی ہوتی ہے اور ہڈیاں ٹوٹتی محسوس ہوں تو اس کے استعمال سے فوراً آرام آ جاتا ہے۔ جب غذا ہضم نہ ہونے کی صورت میں دست اور پیچش آنے لگیں تو اس کی پہلی خوراک سے فائدہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ غذا کی نالی (زبان سے لے کر مقعد تک) مخاطی جھلی پر چپکے ہوئے میل اور گندگی کو اتار کر صاف کر دیتی ہے۔ جس سے بھوک بڑھ کر کھانا ہضم ہونے لگتا ہے۔ اسہال اور پیچش آنا بند ہو جاتے ہیں۔ جسم میں طاقت کی نئی لہر دوڑ جاتی ہے۔ دارچینی کا رحم پر بھی اثر ہوتا ہے۔ یہ رحم کے ڈھیلے پن کو دور کرتی اور بچہ کی پیدائش کے بعد زچہ کو دینے سے تمام نفاس آسانی سے خارج ہو جاتے ہیں۔ فوراً صحت اور طاقت آ جاتی ہے۔

ڈاکٹر بھی عرق دارچینی دست، پیچش، نزلہ، زکام، انفلوئنزا میں مکسچروں میں ملا کر دیتے ہیں۔ اسے یورپ میں مذہبی تقریبات کا ایک حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارت میں دارچینی بھی شامل رہی۔

سفوف دارچینی

دارچینی، سونٹھ، دانہ الائچی کلاں برابر وزن سفوف بنالیں۔ مقدار خوراک ایک سے تین گرام ہمراہ تازہ پانی۔

پیٹ کی ریح اور گیس تیزابیت کے لئے بہترین ہے۔ معدہ کو طاقت دیتی اور بھوک بڑھاتی ہے۔

جوہر الشفاء

کافور، ست اجوائین، ست پودینہ، لونگ کا تیل، دارچینی کا تیل، سونف کا تیل، برابر وزن شیشی میں ڈال کر دھوپ میں رکھیں حل ہونے پر محفوظ کرلیں۔

خوراک، دو دو قطرے چینی یا پتاسے پر ڈال کر دن میں دو تین مرتبہ دیں امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے۔

مکرم منور احمد خورشید صاحب

مالی قربانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے افضال وبرکات کے ایمان افروز واقعات

سینیگال اور گیمبیا کے چند احمدی احباب کی مالی قربانی اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے افضال وبرکات کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

ڈاکٹر سامبو جان باہ صاحب

گزشتہ دنوں الفضل اخبار پڑھ رہا تھا کہ اس میں نئے موصیان کے اعلانات نظر سے گزرے۔ ایک نام پر آ کر میری نظر یکدم رک گئی۔ کیونکہ یہ نام بڑا مانوس سا تھا۔ یہ نام گیمبیا کے ایک نوجوان مکرم سامبو جان صاحب کا تھا۔ ان کے نظام وصیت میں داخل ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ اس کے بعد میں نے ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد کی تفاصیل پڑھیں۔ جو ایک عام گیمبین کی حیثیت سے کافی زیادہ تھی۔ جہاں اس کو پڑھ کر حیرانگی ہوئی وہاں خوشی اور مسرت بھی ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے اس بھائی کو دین کی نعمت کے علاوہ دنیاوی نعمتوں سے بھی مالا مال کر رکھا ہے۔

سامبو جان کے سارے حالات ایک فلم کی طرح میری نظروں کے سامنے گزرنے لگے۔ سامبو جان کے والد صاحب فرافینی کے قریب YALLAL BA نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ معمولی سے زمیندار تھے۔ انہوں نے پہلی شادی کی تو اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی پھر انہوں نے دوسری شادی کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا۔ اس کا نام انہوں نے سامبو جان رکھا۔

سامبو جان صاحب نے جوانی میں قدم رکھا تو ان کا اٹھنا بیٹھنا چند احمدی دوستوں کے ساتھ ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کی گرہ کھول دی اور انہوں نے بڑی بشاشت قلب کے ساتھ حضرت امام مہدی کے پیغام کو قبول کر لیا۔ جب آپ کے والد صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے پہلے پیار محبت سے اور پھر بعض اور طریقوں سے ان کو احمدیت سے دور کرنے کے لئے کوشش کی مگر بے سود۔ اس پر انہوں نے سختی کی مگر ناکامی ہوئی۔ پھر انہوں نے آخری حربہ استعمال کیا کہ احمدیت سے تائب ہو جاؤ یا ہمارے گھر بار کو چھوڑ دو۔

سامبو جان صاحب نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے بڑی جرأت مندی سے دوسرے فیصلہ کو چنا۔ اور دین متین کی خاطر اپنے ماں باپ اور گھر بار کو الوداع کہہ دیا۔ نوجوانی کے دن تھے۔ جیب خالی تھی۔ جب ماں باپ ہی جواب دے دیں تو دنیا میں اور کون ساتھ دے گا۔ اس لئے مالی حالت بہت زیادہ قابل رحم تھی۔ بہر حال آپ نے اپنا دست سوال کسی کے سامنے دراز نہیں کیا۔

گیمبیا میں یہ طریق ہے کہ غریب مزدور پیشہ اور بے کار لوگ موسم برسات میں دوسرے علاقوں میں چلے جاتے ہیں اور وہاں زمینوں کے مالکان سے دو چار ایکڑ زمین لے کر اس میں کھیتی باڑی شروع کرتے ہیں اور پھر اسی زمیندار کے ہاں ان کے قیام وطعام کا انتظام ہوتا ہے۔ پھر فصل کی کٹائی کے وقت اس کھیت کی آمد فریقین آپس میں حسب قواعد تقسیم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح سامبو جان صاحب نے اپنا بوریا بستر اٹھایا اور ایک دور دراز کے علاقہ میں جا ڈیرہ لگایا۔ اور کسی زمیندار سے کھیتی لی اور فصل (جو عام طور پر باجرہ یا مونگ پھلی ہوتی ہے) کاشت کر لی۔

اس دوران ان کی دونوں ماؤں نے جن کا یہ واحد بیٹا تھا رو رو کے اپنا برا حال کر لیا۔ لیکن والد صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بعض عزیزوں نے والدہ کے کہنے پر ان کی تلاش بھی جاری رکھی۔ آخر ان کے والدین کو ان کے بارے میں علم ہو گیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ واپس گھر آ جائیں۔ اس پر آپ نے کہا کہ میری یہ شرط ہے کہ کوئی شخص میرے مذہبی معاملات میں دخل نہیں دے گا۔ اس پر آپ اپنے گھر واپس آ گئے۔

ان دنوں فرافینی کے قریب ایک شہر کاعور میں جماعت احمدیہ کا ایک کلینک تھا۔ ہمارے ایک دوست مکرم عمر علی صاحب مربی سلسلہ نے ادھر متعینہ ڈاکٹر صاحب سے مل کر ان کو وہاں کام پر لگوا دیا۔ چونکہ آپ نے زندگی بھر کبھی سکول کا منہ تک نہ دیکھا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے عقل وفہم کی نعمت دے رکھی تھی اس لئے انگریزی بولنے والے دوست احباب کی میل ملاقات سے انگلش زبان سے کچھ شدھ بدھ حاصل کر لی تھی۔ اب ڈاکٹر صاحب کی صحبت میں آ کر ان کو انگلش بولنے، پھر مریضوں کی دیکھ بھال سے ان کے تجربات، معلومات اور تعارف کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اس دوران انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی راہنمائی میں انجکشن وغیرہ لگانا بھی سیکھ لیا۔ آدمی ذہین تھے۔ پھر جلد ڈاکٹر صاحب کے ترجمان پھر کمپوڈر بن گئے۔ اب فرافینی شہر میں ڈاکٹر سامبو جان کے نام سے مشہور ہیں۔

گزشتہ سال میں سینیگال سے گیمبیا جا رہا تھا تو راستہ میں ان کا ذاتی کلینک آتا ہے۔ میں ادھر چلا گیا تا کہ ان کو سلام کر لوں۔ میں نے مریضوں کی اچھی خاصی تعداد دیکھی جو ڈاکٹر صاحب کے انتظار میں باہر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے کلینک کی طرف قدم بڑھائے تو ایک نوجوان نے مجھے فوراً روک دیا کہ ڈاکٹر صاحب بہت مصروف ہیں آپ اندر نہیں جا سکتے۔ خیر مرتا کیا نہ کرتا باہر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ڈاکٹر صاحب نے اتفاق سے مجھے دیکھ لیا۔ باہر آئے اور مجھے اندر لے گئے۔ شام کو بیت الذکر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ باتیں کرتے کرتے بے اختیار رو پڑتے۔ اور خدا تعالیٰ کے افضال وبرکات کو بیان کرتے کہ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود کو قبول کرنے کا ثمرہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے دین بھی دے دیا، عزت واحترام بھی دیا اور پھر دنیاوی نعمتوں سے بھی باقی اہل خاندان کے مقابل پر بہت زیادہ نوازا۔

گھر سے تو کچھ نہ لائے سب کچھ تیری عطا ہے

مکرم برادرم مالک گئی صاحب

گزشتہ سال میں سینیگال کے دورہ پر گیا ہوا تھا تو میرے ایک نہایت ہی پیارے عزیز نے مجھے کہا کہ میں نے ڈاکار میں ایک نئے مکان کی تعمیر شروع کی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ یاد رہے کہ ڈاکار افریقہ کے مہنگے ترین شہروں میں سے ہے۔ وہاں پر ایک اچھے علاقہ میں مکان تعمیر کرنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں۔ بہر حال یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربانی کرنے والوں کی تائید ونصرت کے وعدہ کے پورا ہونے پر اور بھی زیادہ خوشی ہوئی۔

سینیگال میں جماعت کے ایک لوکل معلم مکرم احمد گئی صاحب ہیں جو سینیگال کے ایک شہر کولخ کے رہنے والے ہیں۔ 1998ء کی بات ہے کہ انہوں نے اپنے ایک برادر اصغر مالک گئی صاحب کو میرے پاس ڈاکار میں بھجوایا تا کہ ان کے لئے کسی چھوٹی موٹی ملازمت کا انتظام کر دوں۔ اس وقت اس نوجوان کی عمر بیس سال کے لگ بھگ تھی۔ میں نے اسے مشن ہاؤس میں بطور خادم رکھ لیا۔ اس دوران میں نے محسوس کیا کہ یہ نوجوان نہایت ایمان دار اور بہت مخلص ہونے کے ساتھ بہت محنتی اور ذہین بھی ہے۔

میں نے ایک روز اسے کہا کہ تم مشن میں خادم کا کام چھوڑ کر اپنی عمر اور تعلیم کے مطابق کام تلاش کرو تو تمہارے لئے بہت بہتر ہو گا کیونکہ یہ کام تو کوئی معمولی پڑھا لکھا اور بوڑھا آدمی بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم ساری عمر اس جگہ بیٹھ کر اپنی استعدادوں کو ضائع کرو۔ اس کو میں نے کافی سمجھایا لیکن اسے ایک خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے جا کر کہیں اور کام نہ ملے۔ کیونکہ میرے پاس تو اسے کھانے کے ساتھ رہائش کی بھی سہولت میسر تھی جو بڑے شہروں میں بڑی نعمت ہوتی ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم جا کر کہیں بھی کام تلاش کرو۔ لیکن اس دوران تمہارے قیام وطعام کا انتظام میرے پاس رہے گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ خیر اس نوجوان نے کچھ چھوٹا موٹا سامان خریدا اور مختلف گلیوں اور بازاروں میں چکر لگا کر اسے بیچنا شروع کر دیا۔ اب اس نے محسوس کیا کہ یہ کام پہلے کام سے تو بہت بہتر ہے۔ آزادی بھی ہے، مختلف لوگوں سے تعلقات اور دوستی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اور پھر شہر کی گلیوں کوچوں سے بھی آشنائی شروع ہو گئی ہے۔ پھر کام سے فراغت کے بعد وہ مشن ہاؤس میں آ کر ہمارے ساتھ نمازیں ادا کرتا اور اگر کوئی جماعتی خدمت ہوتی تو وہ بھی بخوشی سرانجام دے دیتا۔

میں نے اسے ایک روز سمجھایا کہ برخوردار اگر تم اپنے مالی حالات میں کشائش چاہتے ہو تو پھر اللہ میاں کے ساتھ سودا کرو۔ کہنے لگا وہ کیسے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اس کے راستہ میں ایک دو گے وہ تمہیں دس گنا سے نوازے گا۔ اور اس کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ تم وصیت کر لو۔ اس نوجوان نے اسی روز وصیت کر لی اور پھر بڑی ایمان داری اور اخلاص کے ساتھ اپنی آمد کا دسواں حصہ جو کہ بظاہر بہت ہی معمولی رقم یعنی صرف 500 فرانک تھی اسے ادا کرنا شروع کر دیا۔ لیکن خدا تعالیٰ مال کی ظاہری قدر وقیمت تو نہیں دیکھتا وہ تو محض نیتوں کو دیکھتا ہے۔

چند ماہ کے بعد اس کا ایک دوست جو ایک پریس میں سیکیورٹی کا کام کرتا تھا اسے رخصت پر جانا پڑا۔ اس کی عدم موجودگی میں اس نوجوان کو عارضی ملازمت مل گئی۔ اب اس کی تنخواہ پہلے سے دوگنا ہو گئی۔ اس لئے اس نوجوان نے اسی حساب سے چندہ بھی دگنا کر دیا۔ اس دوران اس پریس کے مالک نے اس نوجوان کے اعلیٰ اخلاق اور ایمانداری اور تعلیمی قابلیت سے متاثر ہو کر اپنے پاس پریس میں ایک اچھے کام پر رکھ لیا۔ اب اس کی تنخواہ مزید بڑھ گئی۔ اس لئے اس نے پہلے چندہ کے مقابل پر پانچ گنا زیادہ چندہ ادا کرنا شروع کر دیا۔

ان دنوں میرے ایک غیر احمدی دوست ایک بنک کے مدار المہام تھے۔ ایک دن میں نے ان سے اس نوجوان کے بارے میں بات کی کہ اس کو اپنے بنک میں ملازمت دلوا دیں۔ انہوں نے اگلے دن ہی اس کو اپنے بنک میں بلوا لیا اور اسے ملازم رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نوجوان نے بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دئے اور بنک کی مدد سے بنک سے متعلقہ بعض کورسز بھی کر لئے۔

آپ تصور کریں کہ اس نوجوان نے وصیت کے بعد 500 فرانک چندہ دینا شروع کیا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ماہانہ 80000 فرانک چندہ وصیت ادا کرنے کی توفیق پا رہا ہے۔ اور بہت سے اور بھائیوں کے لئے خدائی وعدوں پر ایمان لانے کا سبب بھی ہے۔ اور جماعت احمدیہ سینیگال میں مرکزی سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق بھی پا رہا ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

جماعت احمدیہ سپین کا 25واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بنفس نفیس بابرکت شمولیت اور خطاب

علماء سلسلہ کی مختلف موضوعات پر تقاریر، دستی بیعت، پریس کوریج

مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب مربی سلسلہ پرتگال

الحمد للہ امسال اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ سپین کو اپنا پچیسواں جلسہ سالانہ 2 اور 3/ اپریل 2010ء کو بیت بشارت پیدروآباد سپین میں منعقد کرنے کی توفیق دی۔

جب جماعت احمدیہ سپین کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 29 مارچ سے 12/ اپریل 2010ء تک سپین کے دوسرے دورہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور جماعت احمدیہ سپین کے 25ویں جلسہ سالانہ میں رونق افروز ہوں گے تو تمام احباب جماعت انصار، خدام، اطفال اور لجنہ اماء اللہ سبھی بڑے جوش اور جذبہ کے ساتھ حضور کی آمد اور جلسہ سالانہ کی تیاریوں کے سلسلہ میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے سپین میں ورود اور جلسہ سالانہ کی خوشی میں بیت بشارت کو خوبصورت اور رنگا رنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ مختلف جگہوں پر بینرز آویزاں کیے گئے۔ خوبصورت گیٹ بنائے گئے۔ بیت الذکر اور درختوں پر چراغاں کیا گیا۔

مورخہ 31 مارچ بروز بدھ شام تقریباً 6 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ Library & Exibition Hall میں تشریف لائے اور جائزہ کے بعد مکرم امیر صاحب کو ہدایات سے نوازا۔ اسی طرح لنگر خانہ، ڈائیننگ ہال، رہائش گاہ، جلسہ گاہ، دفاتر اور بیت الذکر سے ملحقہ عمارتوں کا بھی معائنہ کیا اور امیر صاحب کو مختلف ہدایات سے نوازا۔

تقریب پرچم کشائی اور افتتاحی خطاب

2/ اپریل بروز جمعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوپہر 1 بج کر 55 منٹ پر لوائے احمدیت لہرایا۔ جھنڈا کے لہراتے ہی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ مکرم مبارک احمد خانصاحب امیر جماعت احمدیہ نے سپین کا جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ نے دعا کروائی اور پھر 2 بج کر 5 منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ تشریف لے گئے جہاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ کے ساتھ جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔ (حضور انور کے خطبہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکا ہے)

5 بج کر 30 منٹ پر جلسہ سالانہ کے پہلے سیشن کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ سب سے پہلی تقریر مکرم مبارک احمد خانصاحب امیر جماعت احمدیہ سپین نے ''جلسہ سالانہ کا پس منظر اغراض و مقاصد اور دعائیں'' پر کی۔

دوسری تقریر مکرم عبدالصبور نعمان صاحب مربی سلسلہ میڈرڈ نے ''دینی معاشرت'' کے موضوع پر کی اور تیسری تقریر مکرم ملک طارق محمود صاحب مربی سلسلہ بالینسیا نے ''حضرت مسیح موعود کا دشمنوں سے حسن سلوک'' کے موضوع پر کی۔

دوسرا دن ۔ 3 اپریل 2010ء

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد مکرم کلیم احمد صاحب مربی سلسلہ نے ''تربیت اولاد'' کے موضوع پر درس دیا۔

11 بجے جلسہ سالانہ کے دوسرے سیشن کا آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب مربی سلسلہ پرتگال نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ سب سے پہلی تقریر مکرم سید محمد عبداللہ ندیم صاحب نائب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ سپین نے ''پردہ کی حکمت و اہمیت'' کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم کلیم احمد صاحب مربی سلسلہ بارسلونا نے ''آنحضرت ﷺ کا دشمنوں سے حسنِ سلوک'' کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر خاکسار نے ''سیرت رفقاء حضرت مسیح موعودؑ'' کے موضوع پر کی۔

جلسہ لجنہ اماء اللہ

11 بجے جلسہ سالانہ کے دوسرے سیشن کے دوران لجنہ اماء اللہ کا الگ اجلاس حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد لجنہ اماء اللہ نے مندرجہ ذیل موضوعات پر چار تقاریر پیش کیں: 1۔ رسول کریم ﷺ کا اندازِ تربیت 2۔ توحید الٰہی 3۔ خدمت دین 4۔ صحبت صالحین۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے دعا کروائی۔

لجنہ اماء اللہ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر صنعت و دستکاری کی نمائش بھی لگائی جس میں ممبرات لجنہ اور ناصرات نے اپنی تیار کردہ چیزیں رکھیں۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کی مختلف چیزوں کے سٹالز بھی لگائے گئے۔

دستی بیعت

3/ اپریل 2010ء بروز ہفتہ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد بیت بشارت پیدروآباد میں مندرجہ ذیل افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔

1۔ مکرم عمر بورگبہ صاحب (مراکش)
2۔ مکرم حسن رافال صاحب (مراکش)
3۔ مکرم عبداللہ الطنوجی صاحب (مراکش)
4۔ مکرم محمد لیاقت علی صاحب (پاکستان)
5۔ مکرم عمران علی صاحب (پاکستان)

اس مبارک موقع پر جلسہ میں شامل دیگر احمدیوں کو بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ

اختتامی سیشن

مورخہ 3/ اپریل بروز ہفتہ 5 بجے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ سپین کے اختتامی اجلاس کیلئے جلسہ گاہ تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پر معارف اختتامی خطاب فرمایا جو انٹرنیٹ کے ذریعہ ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا گیا۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد 571 بتاتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آئندہ جلسہ کی تعداد ہزاروں میں ہونی چاہئے۔ جلسہ کے اختتام پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد خدام اور اطفال نے قصیدہ ''یا عین فیض اللّٰہ والعرفان'' کے چند اشعار پڑھے۔ اس کے بعد حضورِ انور لجنہ کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں لجنہ اماء اللہ نے حضور انور کی موجودگی میں نظمیں پڑھیں۔

پریس کوریج

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ سپین کے انعقاد کی خبر اخبار Cordoba اور Alto Guadal Quivir نے تصویروں کے ساتھ شائع کی۔ ذیل میں اخبار قرطبہ 4/ اپریل 2004ء ایک خبر کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

احمدی عورت کے ساتھ اچھے سلوک کا پرچار کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے عالمی سربراہ مرزا مسرور احمد کی جلسہ میں شمولیت ممبران کی تعداد 170 ممالک میں 150 ملین سے زائد ہوگئی۔

مختلف ممالک کے تقریباً 570 افراد پیدروآباد کی بیت بشارت میں جمعہ اور ہفتہ کے روز جماعت احمدیہ سپین کے پچیسویں سالانہ جلسہ کے لئے اکٹھے ہوئے۔ یہ جلسہ جماعت احمدیہ جو کہ مذہبی جماعت ہے کے عالمی سربراہ اور پانچویں خلیفہ مرزا مسرور احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی صدارت میں ہوا جنہوں نے کئی خطابات ارشاد فرمائے جو کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ 170 ممالک میں 150 ملین سے زائد افرادِ جماعت تک براہ راست پہنچائے گئے۔ حضرت مرزا (صاحب) نے موجودہ دور کے بہت سے امور مثلاً عورت کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جائے، معاشرہ کا بہترین فرد بننے کے لئے کیا کرنا چاہئے وغیرہ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اردو زبان میں بیان فرمائے۔ آپ کے خطابات کا رواں ترجمہ سپینش، عربی اور بنگالی زبان میں کیا گیا۔

احمدیوں کے پانچویں خلیفہ نے سیاسی اور دنیاوی امور کو چھوڑتے ہوئے روحانی امور بیان فرمائے۔ احمدیوں کے سربراہ نے اپنی جماعت کے دو افراد پاکستان میں جو کہ ان کا اصلی ملک ہے اور جہاں جماعت احمدیہ پر حکومت کی طرف سے ظلم کیا جاتا ہے قتل کر دیئے گئے ہیں کے لئے دعا بھی کی۔ 1984ء سے اب تک 107 افراد قتل کیے جا چکے ہیں اور 719 گرفتار۔ حاضرین میں مختلف صوبوں کے نمائندگان تھے۔ خلیفہ اب دوسری مرتبہ پیدروآباد تشریف لائے ہیں جبکہ پہلی مرتبہ 2005ء میں آئے تھے۔

(الفضل انٹرنیشنل 14/ مئی 2010ء)

روٹی نہ ملتی

حضرت مولوی ابو المبارک صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:۔

میرے سسر صاحب اور ساس صاحبہ نے میری بیوی کی بہت اچھی تربیت کی تھی۔ بقول میری اہلیہ زینب بی بی پانچوں نمازیں بچپن سے ہی پڑھتی رہی ہوں اگر نہیں پڑھتی تھی تو والد صاحب (حافظ امام الدین صاحب) اس وقت تک روٹی نہ کھانے دیتے تھے جب تک نماز نہ پڑھ لیتی۔ نماز کی عادت والد صاحب نے ہی ڈالی تھی۔ شادی کے بعد بھی نمازیں باقاعدگی سے پڑھتی رہیں۔ 1967ء سے تا وفات (1981) تہجد کی نماز بھی پڑھتی رہیں۔

(حیات ابوالمبارک ص 84)

مکرم مرزا الیاس احمد وقار صاحب

مکرم حکیم محمد اشرف جاوید صاحب کا ذکر خیر

حکیم محمد اشرف جاوید صاحب یکم جنوری 1957ء کو حافظ غلام محمد صاحب مرحوم کے ہاں ایک گاؤں میں پیدا ہوئے حکیم صاحب بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ حافظ صاحب موصی تھے اور ہر روز رات اپنا حساب بناتے اور جو بھی حصہ وصیت بنتا اس کی رسید کٹواتے کہ خدا جانے کل کا دن نصیب ہو یا نہ ہو؟ گھر کا مکمل سامان شامل وصیت تھا یہاں تک کہ گھر میں موجود ٹوٹا پرانا سائیکل بھی۔

محترم حکیم محمد اشرف جاوید نے خلافت ثالثہ کے دور میں ربوہ طبیہ کالج سے حکمت کی ڈگری حاصل کی اور پھر ضلع رحیم یار خان میں اپنی سرکاری ملازمت کا آغاز کیا۔ جب تک ربوہ رہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ان کی ڈیوٹی پرالی جمع کرنے پر ہوتی تھی۔

خاکسار کا جب سے خانپور جماعت میں تقرر ہوا اس دن سے آج تک محترم حکیم صاحب کے ساتھ بہت برادرانہ تعلق رہا۔ ہمیشہ کسی بات سے پریشان ہوتے یا مشکل ہوتی تو فوراً خاکسار کو بلا لیتے۔ آخری دن بھی سب سے پہلے مجھے بلایا کہ طبیعت بہت خراب ہے۔ موصوف ہر واقف زندگی سے بہت محبت کا سلوک کرتے۔ گرد و نواح کے معلمین کرام ہوں یا مرکزی مربیان و انسپکٹران سب سے محبت کا سلوک کرتے اور خلوص بھری خدمت کے بعد ضرور شکریہ ادا کرتے کہ آپ نے میری دعوت قبول کی اور خدمت کا موقعہ دینے کا شکریہ۔

نیکی کا وہ معیار جو ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ دایاں ہاتھ دے تو بایاں بے خبر ہونا چاہئے۔ اس وصف سے بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر حصہ عطا کیا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ آغاز مہینہ میں مجھے فون کرتے ''مربی صاحب بازار تو نہیں جانا'' میرے اثبات پر کہتے میں نے بھی کچھ سودا لانا ہے۔ جب ہم بازار سے خریداری مکمل کر چکتے تو میری ادائیگی بھی یہ کہہ کر کرتے جاتے ''مربی صاحب چل کر گھر حساب کر لیں گے'' اور جب میں واپسی پر حساب کا مطالبہ کرتا تو ہنستے ہوئے چہرے سے کہتے میں تو آج گھر سے سوچ کر نکلا تھا کہ مربی صاحب جو بھی خریدیں گے رقم میں دوں گا جب حکیم صاحب نے یہ روٹین بنا لی اور مجھے ان کی سمجھ آ گئی تو میرے اصرار پر اور یہ کہنے پر کہ آئندہ سے میں آپ کے ساتھ بازار آنا بند کر دوں گا تب انہوں نے اس روٹین کو بدلا۔

مگر مومن کے قدم کہاں ایک جگہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس روٹین کو بدل کر یہ طریق پکڑ لیا کہ جب گوشت اپنے گھر کے لئے لیتے ہمیشہ ہمارے لئے بھی لیتے۔ یہ علاقہ آم کے لئے خاص ہے۔ موسم گرما میں کبھی یوں نہیں ہوا کہ محترم حکیم صاحب کے گھر تو آم گئے ہوں اور مربی ہاؤس نہ آئے ہوں اور کہا کرتے تھے یہ تحفہ ہے قبول کریں۔

ایک دفعہ حکیم صاحب کی بچیاں ہمارے گھر آئیں تو آگے بچے آم کھا رہے تھے۔ ان کی بچیوں نے کہا بالکل اسی طرح کے آم ہمارے گھر بھی آئے ہیں۔ شاید مربی صاحب اسی دکان سے لائے ہیں جہاں سے ابو جان۔ تو میری اہلیہ محترمہ نے جواباً کہا آپ کے گھر بھی بالکل اسی طرح کے آم ہونا چاہئے تھے کیونکہ یہ بھی حکیم صاحب لے کر آئے ہیں۔

ان تمام واقعات کو بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو بھی اس حسن سلوک سے آگاہ نہ کیا تھا۔ (آج شاید اس مضمون سے ان کو یہ خبر ہو)

ایک مرتبہ خاکسار کو رقم کی ضرورت پیش آئی تو ان سے -/500 روپے قرض لیے جب مقررہ وقت واپس دینے گیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگے اگر خدمت کا موقع ملا ہے تو شرمندہ تو مت کریں۔ بہت اصرار کے بعد روپے واپس لے کر اسی وقت واپس کر دیئے کہ میں نے اپنا قرضہ وصول کر لیا اب آپ میری طرف سے تحفہ قبول کریں۔

اس طرح کی کئی مثالیں ہیں مگر اصل خوبی جو خدا کی طرف سے ان میں ودیعت تھی یہ کہ ایک مرتبہ بھی احسان کا احساس تک نہ ہونے دیتے بلکہ بار بار جزاک اللہ کہتے جاتے۔ عاجزی سے جھکتے جاتے اور کہتے آپ کا جزاک اللہ جو میری خدمت قبول کر لیتے ہیں۔

خاکسار کو تقریباً چار سال کے عرصہ میں حکیم صاحب کی طرف سے ''جزاک اللہ'' اور ''جی مربی صاحب'' کے الفاظ ہی زیادہ سننے کو ملے۔ جب بھی انہیں کوئی نصیحت کی، فہمائش کی تو بڑی خندہ پیشانی سے جزاک اللہ کہتے۔ اگر کسی بات پر ناراضگی کا اظہار کرتا یا ڈانٹ دیتا تو چہرے پر وہی مسکراہٹ رکھتے اور ''جی مربی صاحب'' آئندہ ایسا نہیں ہو گا کے الفاظ ہوتے۔ کبھی تاویلیں، صفائیاں پیش نہیں کرتے تھے اور یہی خوبی آگے بچوں میں ہے ان سے خوش ہوں یا ناراض ہوں سب کی یہ خوبی ہے ''جی مربی صاحب''۔ بہت پیارے انداز سے دونوں میاں بیوی نے اپنے بچوں کی تربیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو بہترین جزاء سے نوازے۔ آمین

محترم حکیم صاحب انصاراللہ صف اول کے ''خادم'' تھے۔ انہوں نے کبھی اپنی عمر کو خدمت دین کے وقت آڑے نہیں آنے دیا۔ ہمیشہ ہر خدمت کے وقت صف اول میں ہی نظر آتے تھے۔ جو خدمت سپرد کی جاتی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے۔ دوران ڈیوٹی بھی لگتا کہ ایک ناصر ڈیوٹی نہیں دے رہا بلکہ ایک مستعد اور چاق و چوبند نوجوان خادم ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔ اکثر خدام ڈیوٹی انجام دے کر چلے جاتے مگر حکیم صاحب آخر پر خاکسار سے یا صدر صاحب جماعت سے آ کر اجازت طلب کرتے۔ کبھی بھی کام ختم ہو جانے پر بغیر اجازت واپس نہ گئے۔ اکثر خدام کو اس طرف توجہ دلایا کرتے تھے کہ بلا اجازت خود سے ڈیوٹی ختم سمجھنا غلطی ہے۔

حکیم صاحب نے حضرت خلیفہ ثالث کا ماٹو ہمیشہ مسکراؤ۔ خوب اپنایا بھی اور نبھایا بھی۔ حکیم صاحب کی دعوت الی اللہ میں بھی شگفتگی نمایاں ہوتی۔

مہمان نوازی کے ملکہ سے مالا مال تھے کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا جب آپ کے گھر مہمان نہ آئے ہوں۔ انہوں نے گھر میں بیوی بچوں کو ہدایت دے رکھی تھی کہ جب بھی کوئی مہمان آئے اور خاص طور پر جماعتی مہمان تو فوراً اس کا کھانا تیار کریں۔ جب حکیم صاحب کا تبادلہ باندھی ہو گیا تو میرے پاس آئے اور کہنے لگے میرا تبادلہ ہو گیا ہے۔ مگر میرے جانے سے یہ مت خیال کیجئے گا کہ مہمان نوازی بند ہو جائے گی۔ صرف میرے گھر فون کر دیا کریں۔ پھر گھر بھی خاص ہدایت دی کہ مرکزی مہمان چونکہ سفر پر ہوتے ہیں اور انہیں اپنی ڈیوٹی بھی دینا ہوتی ہے لہٰذا اپنی روٹین کے مطابق نہیں بلکہ مہمان سے پوچھ کر اس کی روٹین کے مطابق گھر میں کھانا تیار کیا جائے۔ اکثر مہمان جو مرکز سے آتے اس بات سے بہت خوش ہوتے تھے کہ ہمارا بہت سا وقت کھانے کے انتظار میں ضائع ہونے کی بجائے کام میں لگ جاتا ہے۔

جماعتی مخالفت میں بڑے حوصلے اور وقار سے رہتے۔ ایک مرتبہ کافی مخالفت ہوئی اور مخالفین آپ کے نام کے ساتھ ہر جگہ سے ''محمد'' کاٹ آئے اور نام کی تختی سرکاری دفتر سے اتار لائے۔ چونکہ حکیم صاحب کا نام محمد اشرف جاوید تھا لہٰذا مخالفین ''محمد'' سے سیخ پا ہوتے تھے کہ یہ ساتھ محمد کیوں لکھتا ہے اور دھمکی بھی لکھ کر رکھ آئے۔ اسی مخالفت کے سلسلہ میں پھر حکیم صاحب کا تبادلہ ہو گیا تھا اور اب وہی لوگ دوبارہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کی بدولت گویا حکیم صاحب کے پاؤں پڑتے تھے کہ آپ واپس آ جائیں ہم ہر طرح سے آپ کو تحفظ دیں گے۔

حکیم صاحب کے گھر کے بالکل سامنے ایک مخالف تھا۔ جب بھی اسے کوئی تکلیف ہوتی اور وہ حکیم صاحب کو بلوا بھیجتا تو حکیم صاحب اس کی دل آزار تقاریر اور حرکات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس کے چیک اپ کے لئے نہ صرف جاتے بلکہ دوا بھی اپنی گرہ سے دیتے۔

حکیم صاحب جاتے بھی کیوں نہ! حضرت مسیح موعود کا فرمان جو ہے کہ تمہارا تعلق لوگوں کے جسموں سے ہے ان کی روحوں سے نہیں۔ بالآخر یہ اسی تعلیم کی برکت سے ہوا کہ وہی مخالف جو خوب گند بولتا تھا۔ جب حکیم صاحب اس کے مدرسہ جاتے تو جائے نماز سے اٹھ جاتا اور وہاں حکیم صاحب کو بٹھاتا تھا اور میرے ایک بار پوچھنے پر کہنے لگا اپنے ڈاکٹروں سے یہ اچھے ہیں جب بلاتا ہوں چلے آتے ہیں صرف ایک ہی خرابی ہے کہ ''مرزائی'' ہیں باقی تو بہت اچھے ہیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب جو ایک خوبی ہے اسی کو آپ برائی کہہ رہے اتنی خوبیاں تو ہیں ہی اسی وجہ سے۔

محترم حکیم صاحب میری اہلیہ محترمہ کو ہمیشہ بیٹی کہہ کر پکارا کرتے تھے اور صرف پکارا ہی نہیں بلکہ بیٹی والا سلوک بھی کرتے تھے۔ مربی ہاؤس چند قدموں پر ہونے کے باوجود جب بھی اہلیہ ان کے گھر گئیں حکیم صاحب کہتے بیٹی آئی ہے اس کی خدمت کرو۔ کبھی چائے بسکٹ سے تواضع کرتے، کبھی موسمی مشروب سے اور کبھی تو روک ہی لیا کرتے کہ بیٹی کھانا کھا کر ہی جائے گی۔

خاکسار جب بھی دوروں پر جاتا اور رات باہر قیام کرنا ہوتا تو کہتے بیٹی گھر اکیلی ہے اپنے گھر سے اپنی بیٹی کو بھیج دیتے۔ جب حالات سنگین ہوئے اور مرکز سے سکیورٹی سخت کرنے کی ہدایات ملنے لگیں تو ایک دن حکیم صاحب کی اہلیہ نے اپنے گھر بات کی کہ حالات درست نہیں ہیں اور ہم ایک بیٹی ادھر بھیج دیتے ہیں تو فوراً کہا ہاں بالکل ٹھیک ہے آئندہ سے دو بیٹیاں وہاں جایا کریں گی اور اس کے بعد سے دوروں والے دن ان کی دو بیٹیاں رات مربی ہاؤس آ کر اہلیہ محترمہ کے ساتھ رہتی۔ بہت خوبصورت انداز میں گھر والوں کو احساس دلا دیا کہ حالات کی سنگینی کیا صرف ہمارے لئے ہے اور ساتھ جو بیٹی کہتے تھے اسے بھی خوب نبھا کر دکھایا۔

میری یادداشت میں ابھی حکیم صاحب کی اور بھی کئی باتیں ہیں مگر انہیں پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور تضرعانہ التجا کرتا ہوں کہ حکیم صاحب سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے اعلیٰ علییّن میں جگہ عطا کرے اور ان کی ان صفات سے ان کی آئندہ نسل کو بھی وافر حصہ عطا کرے۔

خدا کرے ہم میں سے ہر ایک احمدی اس زمین پر روشن ستارے کی مانند زندگی بسر کرے۔ آمین

نماز میں مشغول ہو گئے

مکرم سید ودود احمد صاحب ساجد معراجکے ضلع سیالکوٹ کی ڈسپنسری کے انچارج تھے۔ مریضوں سے دلی ہمدردی رکھتے تھے۔ ایک دفعہ تشویشناک حالت میں ایک بچہ کو اس کے والدین شفاخانے لائے جو بہت مضطرب تھے۔ مرحوم کو یہ حالت دیکھ کر دلی صدمہ ہوا اور اسی وقت وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئے۔ سجدہ میں دعا کی یہ کیفیت ہوئی کہ چیخیں شفاخانے کے عملہ اور دیگر افراد نے سنیں۔ کچھ دیر کے بعد بچے کی حالت درست ہونا شروع ہو گئی۔ آپ نے اس وقت سجدہ سے سر اٹھایا۔ جب بچہ خطرہ کی حالت سے نکل چکا تھا۔

(الفضل 29/اپریل 1977ء)

مکرم مبشر احمد طاہر صاحب سیکرٹری صد سالہ جوبلی کمیٹی

تقریبات صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی و ہدایت پر جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر نے 2008ء میں جہاں متفرق پروگرام تشکیل دیئے وہاں جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پیارے امام کی ہدایات کے مطابق نوافل و دعاؤں سے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ جس کی تفصیل تحدیث نعمت کے طور پر حسب ذیل ہے۔

صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے ہر ماہ ایک نفلی روزہ اور صد سالہ خلافت جوبلی کی دعائیں دہرانے پر توجہ دلائی۔

اس کے علاوہ محکمہ ڈاک سے رابطہ کر کے جماعت احمدیہ صد سالہ خلافت جوبلی کے لوگو (Logo) کے ساتھ ڈاک ٹکٹ جاری کروائے گئے اسی طرح پیڈ برائے خط و کتابت اور صد سالہ خلافت جوبلی کیلنڈر بھی چھپوائے گئے۔

سوئٹزرلینڈ میں چونکہ ایشیائی ممالک کی طرح از خود جانور ذبح کرنے کی قانونی اجازت نہیں تاہم قادیان میں دو بکرے اور ربوہ میں گائے کی قربانی کے لئے رقم بھجوائی گئی۔ خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ نے بطور شکرانہ 50 ہزار سوئس فرانک پیش کئے۔

یوم خلافت 27 مئی 2008ء

27 مئی کا دن ایک جشن کے طور پر منایا گیا۔ سوئٹزرلینڈ میں 6 مراکز بنائے گئے۔ جہاں احباب نے اکٹھے ہو کر تہجد ادا کی۔ صبح کی نماز ادا کی گئی اور پھر عیدین کی طرح خوبصورت ملبوسات پہنتے ہوئے 4 مراکز میں اکٹھے ہوئے جہاں حضور انور ایدہ اللہ کا عالمگیر خطاب ایم ٹی اے کے ذریعہ سنانے کا بندوبست تھا۔ حضور کے ساتھ عہد باندھا۔ احباب نے حضور انور کا خطاب سن کر نئے جذبہ وولولہ سے ایک دوسرے کو صد سالہ خلافت جوبلی کی مبارکباد دی۔

جلسہ صد سالانہ خلافت جوبلی

25 مئی کو سوئٹزرلینڈ جماعت کے تحت صد سالہ خلافت کا جلسہ جوبلی ایک خوبصورت ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں جلسہ سالانہ کی طرح کثرت سے احباب نے شرکت کی اور خلافت احمدیہ پر تقاریر ہوئیں۔

مقابلہ مضمون نویسی

مجلس انصار اللہ کے زیر نگرانی ہر سہ ذیلی تنظیموں کے مابین خلافت احمدیہ پر مقرر کردہ موضوعات میں سے کسی ایک پر مضمون لکھنے کا مقابلہ ہوا۔ جس میں کل 26/انصار خدام اور لجنات نے حصہ لیا۔ چنانچہ انصار اللہ میں مکرم بشیر احمد طاہر صاحب، خدام میں مکرم ملک شاہد اقبال صاحب اور لجنہ میں مکرمہ ڈاکٹر قدسیہ خان صاحبہ اول قرار پائیں۔ باقی شامل ہونے والوں کو بھی نقد انعامات نوازا گیا۔ مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر مرکزیہ ربوہ سے حضور انور کے خصوصی نمائندہ کے طور پر جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ تشریف لائے تھے اور انہوں نے ہی انعامات تقسیم کئے۔

کوئز پروگرام

خدام الاحمدیہ کے تحت خلفائے احمدیت اور تاریخ احمدیت سوئٹزرلینڈ پر ایک کوئز پروگرام ہوا۔ جس میں اول آنے والے شرکاء کو انعام دیا گیا۔

تاریخ احمدیت سوئٹزرلینڈ

مکرم ولید طارق صاحب امیر جماعت سوئٹزرلینڈ کے ارشاد پر مکرم بشیر احمد طاہر صاحب نے سوئٹزرلینڈ کی تاریخ احمدیت تحریر کی اور سوئٹزرلینڈ کو جن جن خلفائے احمدیت نے برکت دی ان کے دورہ جات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ میں دینی روایات کے ساتھ (منارے کے ساتھ) پہلی تعمیر بیت الذکر اور اس کے تعمیراتی مراحل اور افتتاح کا ذکر تفصیل سے ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے ہاتھوں 1962ء میں اس کی بنیادی اینٹ رکھی گئی جو بیت مبارک قادیان سے لائی گئی۔ جبکہ 1963ء میں زیورخ شہر کے میئر ڈاکٹر ایمیل لانڈولت نے اعزازی طور پر چاندی کی طشتری میں چابی رکھ کر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو دی تاکہ اس کا افتتاحی دروازہ کھولیں۔ بے شمار اخبارات نے اس کو شہ سرخیوں سے شائع کیا۔ اسی طرح ابتدائی سوئس احمدیوں کا ذکر ہے۔ آنے والے مربیان اور ان کے قیام کا عرصہ تحریر کیا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ میں پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے احمدیوں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعتوں کے لئے قیام کی تفصیل ہے۔ جسے امیر صاحب کی ہدایت پر آئندہ وسیع معلومات پر مشتمل کتابی شکل میں شائع کیا جائے گا۔

خدمت خلق

سال کے آخری دن کے اختتام اور نئے سال کے افتتاح پر زیورخ شہر اور دیگر شہروں میں جشن منایا جاتا ہے۔ آتشبازی کی جاتی ہے۔ کثرت سے شراب وغیرہ کی خالی بوتلیں کھانے پینے کے خالی ڈبے وغیرہ وغیرہ سے زیورخ کا درمیانی حصہ جو کہ جھیل کے کنارے کا علاقہ ہے بہت گندہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انتظامیہ کی مدد کے لئے خدام و انصار نے 31 دسمبر کی آخری گھڑیوں اور نئے سال کے پہلے روز رات شدید سردی میں 12:30 بجے سے 2 بجے تک صفائی کی۔ جس پر شہر کی انتظامیہ نے بہت شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ کے دو شہروں بیرن اور نیوشیتل میں اولڈ ہاؤس جا کر خدام و انصار نے بوڑھوں کی تیمارداری کی اور پھول تقسیم کئے۔

خلافت جوبلی ٹورنامنٹ

خدام الاحمدیہ جرمنی کے زیر انتظام جرمنی کے شہر من ہائیم میں صد سالہ خلافت جوبلی ٹورنامنٹ ہوا۔ جس میں یورپ کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ حضور انور نے از راہ شفقت و حوصلہ افزائی شرکت فرمائی۔ کرکٹ، فٹبال، والی بال، باسکٹ بال اور کبڈی کے مقابلہ جات ہوئے۔ سوئٹزرلینڈ سے دو ٹیمیں کرکٹ اور فٹبال شامل ہوئیں۔ اس ٹورنامنٹ میں سوئٹزرلینڈ سے کل 35 خدام و انصار نے شرکت کی۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح حضور انور کے ارشاد پر امیر صاحب سوئٹزرلینڈ مکرم ولید طارق تارنٹسر صاحب نے فرمایا۔

ایم ٹی اے سٹوڈیو کا قیام

اس مبارک سال کی مناسبت سے جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی نئی عمارت برائے مشن ہاؤس بیت الذکر کی بالائی منزل پر ایم ٹی اے سٹوڈیو بنایا گیا۔ نیا سامان خریدا گیا۔ تاکہ مختلف پروگراموں کی ریکارڈنگ کا معیار بہتر بنایا جاسکے۔

نئی وصایا

حضور انور کی تحریک برائے وصایا سے قبل سوئٹزرلینڈ میں کل 18 موصی و موصیات تھیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے خلیفہ وقت کی تحریک پر اس چھوٹی سی جماعت میں جوبلی سال 2008ء میں یہ تعداد 139 تک پہنچ چکی ہے اور انشاء اللہ یہ تعداد 150 تک ہو جائے گی۔

نمائش کتب وسوال و جواب کی محافل

محترم اویس طاہر صاحب نیشنل سیکرٹری دعوت الی اللہ کی نگرانی و سرکردگی میں جماعت احمدیہ، مجلس انصار اللہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کے تعاون سے متفرق شہروں میں ہال کرائے پر لیا جاتا ہے۔ دعوت نامے چھپوا کر خدام و انصار گھر گھر (لیٹر بکس کے ذریعہ) دعوت عام دیتے ہیں۔ اس طرح خلافت جوبلی کے سال 2008ء میں 13 شہروں میں 14 پروگرام منعقد ہوئے۔ دعوت نامے میں موجودہ دور کے اہم موضوعات مثلاً دین میں مرد و عورت کے حقوق، دین میں عورت کا مقام۔ دین میں جہاد کا تصور اور کوئی ایک موضوع بیان کر کے لیکچر رکھا جاتا رہا۔ جو محترم مربی صاحب یا امیر صاحب دیتے ہیں۔ تلاوت پاک کے بعد وڈیو فلم (پروجیکٹر کے ذریعہ) مشتمل بر تعارف احمدیہ، یورپ میں دعوت الی اللہ و بیوت الذکر کی تعمیر اور دنیا میں خدمت خلق کے کام دکھائے جاتے ہیں۔ دس منٹ کے وقفے پر موسم کے مطابق ریفریشمنٹ دی جاتی ہے اور پھر سوال و جواب کا سلسلہ چلتا ہے۔ جس کے محترم مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ تفصیل سے جوابات دیتے ہیں۔ بعض دفعہ امیر صاحب شامل ہوتے ہیں۔ ایسے پروگراموں کے لئے 80 ہزار کے قریب دعوت نامے تقسیم ہوئے اور 10 سے 45 افراد نے ہر محفل میں شرکت کی۔

عشائیہ بیرن

ملک کے دارالخلافہ بیرن میں نیشنل سیکرٹری دعوت الی اللہ محترم اویس طاہر صاحب نے 9/اکتوبر 2008ء میں ہوٹل بیرن میں ملک کے سرکردہ افراد جن میں وفاقی ممبر پارلیمنٹ، ملک کے سفراء، شہروں کے میئرز، پروفیسرز اور ڈاکٹرز تھے۔ کو بذریعہ دعوتی کارڈ، ای میل، شام کے کھانے کی دعوت دی۔ ایک ہزار کارڈ بذریعہ پوسٹ بھیجے گئے۔ تین صد افراد کو بذریعہ ای میل دعوت دی گئی۔ چنانچہ شام کو بیرن کے صدر جماعت محترم محمد احمد اوپلیگر صاحب نے خوش آمدید خطاب فرمایا۔ مربی سلسلہ مکرم صداقت احمد صاحب نے حضور انور کا پیغام بابت صد سالہ خلافت جوبلی پڑھ کر سنایا۔ کھانے کی میز پر مہمانوں کے ساتھ کئی امور پر تبادلہ خیال جاری رہا اور اختتام پر معزز مہمانوں کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے صد سالہ خلافت جوبلی کے 'لوگو' پرنٹڈ ڈیجیٹل آفس گھڑی، قرآن مجید، اسلامی اصول کی فلاسفی سمیت چند کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔

عشائیہ زیورخ

اسی طرح زیورخ شہر کے ہوٹل سپر گارتن میں 16/اکتوبر کو عشائیہ کا بندوبست کیا گیا۔ جس میں حسب سابق ملک کے سرکردہ اشخاص صوبائی و مرکزی ممبران پارلیمنٹ سفراء، شہروں کے میئرز، پروفیسرز و ڈاکٹرز کو دعوت طعام پر بلایا۔ کئی ایک پادری صاحبان کو بھی دعوت دی۔ جس میں کل 38۔ اہم شخصیات نے شرکت کی۔ نیشنل پارلیمنٹ ممبر (اُورس ہانی) مع فیملی آئے ہوئے تھے۔ کئی دیگر صوبائی و نیشنل پارلیمنٹ ممبر بھی شامل تھے۔ تلاوت پاک کے بعد محترم امیر صاحب نے خوش آمدید کے ساتھ اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب نے حضور انور کا پیغام پڑھا۔ بعد میں کئی ایک اہم شخصیات نے خوشنودی کے اظہار کے ساتھ اپنے دلی جذبات و خواہشات کا ذکر کیا۔ محترم اورس ہانی ممبر نیشنل پارلیمنٹ نے نیک خواہشات کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے پُر امن مقاصد کی تعریف کی اور 4 دسمبر 2008ء کو پارلیمنٹ ہاؤس بیرن آنے کی امیر صاحب کو دعوت دی۔ جو امیر صاحب نے قبول فرماتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ کھانے کی میز پر مہمانوں کے ساتھ کئی اہم امور پر تبادلہ خیال جاری رہا اور اختتام پر معزز مہمانوں کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے صد سالہ خلافت جوبلی کے 'لوگو' پرنٹڈ ڈیجیٹل آفس گھڑی، قرآن مجید اور اسلامی اصول کی فلاسفی سمیت چند کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔

محمد طاہر ندیم صاحب۔عربی ڈیسک یو۔کے

مصالح العرب۔عرب اور احمدیت

قسط پنجم

حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کا اعزاز

حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے 1914ء میں بیروت میں عربی زبان کے ماہر اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جن میں سے ایک مشہور استاد الشیخ صلاح الدین الرافعی تھے۔ان سے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں احمدیت کی دعوت بھی دی۔الشیخ صلاح الدین الرافعی آپ کے اخلاق اور شخصیت سے بہت متأثر ہوئے اور دعوت احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ چنانچہ اس مناسبت سے انہوں نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں حضرت شاہ صاحب کے علاوہ بیروت سے معززین کی ایک جماعت کو بھی مدعو کیا اور ان کے سامنے اپنے احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔

اس کے بعد پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل عثمانیوں نے اسلامی ممالک میں عیسائیت کی یلغار اور اس کے بالمقابل کسی بھی اسلامی ملک کی اسلام کے دفاع کے کام میں سست روی اور کسی دینی جماعت کے اس مقصد کے لئے کھڑے نہ ہونے کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا۔

جب ترکی اس عالمی جنگ میں شامل ہوا تو بلاد شام کی قیادت جمال پاشا نامی قائد کو سونپی گئی جس نے قدس شریف میں ایک دینی کالج قائم کیا جس کا نام ''کلیة صلاح الدین الأیوبی'' رکھا جو کہ ''الکلیة الصلاحیة'' کے نام سے مشہور ہوا۔اس کالج کے قیام کا بنیادی مقصد دین کی تبلیغ کے لئے لوگ تیار کرنا تھا۔ چنانچہ اس کالج کے لئے جمال پاشا نے اس وقت کے بڑے بڑے علماء کو استاد کے طور پر رکھا جیسے الشیخ ہاشم الشریف الخلیل البیروتی، علامہ الشیخ بشیر الغربی الحلبی ترکی پارلیمنٹ کے ممبر، الشیخ صالح الرافعی الطرابلسی، عبد العزیز جاویش، رستم حیدر، عبد القادر المغربی، جودت الہاشمی وغیرہ۔اور اس کالج میں تاریخ ادیان پڑھانے کے لئے حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا انتخاب کیا گیا۔آپ کے شاگردوں میں سے ایک باسعادت شاگرد مکرم منیر الحصنی صاحب آف شام بھی تھے۔

جب جنگ ختم ہوئی اور عرب فوجیں اپنے حلیفوں کے ساتھ دمشق میں داخل ہوئیں تو آپ کو سلطانیہ کالج کا وائس پرنسپل مقرر کیا گیا۔ لیکن انگریزوں نے آپ کو اسیر بنا لیا۔ چنانچہ ایک لمبے عرصہ تک آپ کے متعلق کسی کو کچھ پتہ نہ چل سکا۔حتی کہ آپ اسیری میں لاہور لائے گئے جہاں سے حضرت خلیفة المسیح الثانی نے آپ کو آزاد کروایا۔

(ماخوذ از مجلة البشری جنوری،فروری 1937ء صفحہ 45 تا 49)

یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے اس عرصہ کے بعض واقعات کا بھی تذکرہ کر دیا جائے جو مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب نے تحریر فرمائے ہیں،وہ لکھتے ہیں:

حضرت شاہ صاحب اپنے اساتذہ کے محبوب ترین شاگردوں میں سے تھے اور آپ کو بھی اپنے اساتذہ کا از حد احترام تھا۔آپ اپنے اساتذہ کے بارہ میں لکھتے ہیں:

''میں اس گھڑی کو ہر وقت یاد کرتا ہوں کہ جب میرے یہ استاد مجھے پڑھایا کرتے تھے۔ تاریک رات، موسلا دھار بارش، غضب کی ٹھنڈک اور سردی، اور نیند کا شدید غلبہ، بعض اوقات رات کے بارہ بج جاتے، مگر یہ اساتذہ مجھے پڑھانے کی انتہائی خواہش رکھتے تاکہ میں اپنی تعلیم کی جلدی سے تکمیل کر سکوں اور یہ کام محض بغیر اجر و خواہش کے کیا کرتے تھے کیونکہ ان کا یہ کہنا تھا کہ وہ مجھ میں خیر و برکت کو دیکھتے ہیں''۔

''تِلْمِیْذٌ مِنْ تَلَامِیْذِ الْمَھْدِیِ''

الشیخ صالح الرافعی آپ سے بہت ہی محبت و عقیدت رکھتے تھے اور وہ آپ کی دعوت الی اللہ سے بیعت بھی کر چکے تھے چنانچہ اس ضمن میں ایک تاریخی مگر ناقابل فراموش واقعہ بیان کرتا ہوں۔میرے قیام بیروت میں ایک مرتبہ بیروت کی میونسپلٹی کے ایک کارکن ٹیکس وصولی کیلئے آئے۔ عاجز نے ان کو بٹھایا اور ان کی تواضع کی۔اس دوران میں کئی امور پر باہمی تبادلہ خیالات ہوا۔وہ کہنے لگے کہ میرے والد صاحب مرحوم بھی اس عقیدہ کے تھے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے اور میں نے ان کو قبول کر لیا ہے۔ میں ابھی اس وقت چھوٹی عمر کا تھا۔ جب میں نے ان کے والد کا نام پوچھا تو انہوں نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔الشیخ صالح الرافعی الطرابلسی۔ان صاحب کا کہنا تھا کہ استاذ زین العابدین ہمارے گھر روزانہ عربی پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے اور میں دروازہ کھولا کرتا تھا۔ ان کے گھر ایک فوٹو بھی حضرت شاہ صاحب کا ہے۔جس پر الشیخ صالح الرافعی کی یہ عبارت درج ہے۔''تِلْمِیْذٌ مِنْ تَلَامِیْذِ الْمَھْدِیِ جَاءَ مِنَ الْھِنْدِ لِتَلَقِّی الْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّةِ'' یعنی حضرت مہدی کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد جو ہندوستان سے عربی کی تعلیم کیلئے آئے۔الشیخ صالح الرافعی سے بیرونی ملک کے کئی طلباء مفت تعلیم حاصل کیا کرتے تھے اور وہ بڑے اخلاص سے یہ کام کیا کرتے۔

السید منیر الحصنی صاحب امیر جماعت احمدیہ دمشق بھی شاہ صاحب کے شاگردوں میں سے تھے۔شاہ صاحب کے شاگردوں میں معزز عرب خاندانوں کے کئی صاحبزادگان تھے۔اس کالج میں پروفیسر کی حیثیت سے شاہ صاحب کو اعلیٰ علمی سوسائٹی سے رابطہ پیدا کرنے کا موقع مل گیا چنانچہ ان معزز اکابرین میں الاستاذ کرد علی وزیر تعلیم حکومت شام، الاستاذ خلیل بك مرحوم وزیر خارجہ حکومت شام۔السید جمیل بك مرحوم وزیر اعظم شام اور الشیخ عبدالقادر المغربی پریذیڈنٹ پوپ اکیڈمی بھی تھے۔خاکسار کو قیام دمشق میں ان سے ملاقات کے کئی مواقع میسر آئے۔علاوہ ازیں مفتی اعظم فلسطین الحاج امین الحسینی اور السید صالح الخالدی پرنسپل عرب کالج بیت المقدس وغیرہم سے بھی آپ کے گہرے تعلقات تھے۔الحاج امین الحسینی مفتی اعظم فلسطین جب بھی پاکستان آتے تو مکرم شاہ صاحب حضرت خلیفة المسیح الثانی کی زیر ہدایت ملاقات کیلئے جایا کرتے تھے اور مفتی فلسطین بھی ان سے محبت سے پیش آیا کرتے تھے اور ان کی عزت کیا کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب نے قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے حقائق حضرت خلیفة المسیح الاول سے پڑھے ہوئے تھے اور آپ کے درس سے استفادہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ قرآن شریف کے بعض مشکل مقامات کی تفسیر بیان کیا کرتے تو آپ کے کئی عرب ساتھی و اساتذہ دریافت کیا کرتے اے استاد یہ تفسیر آپ نے کہاں سے سیکھی۔

شاہ صاحب جواباً کہتے حضرت مولوی نورالدین صاحب سے میں نے یہ تفسیر سیکھی ہے یہ واقعہ مجھے الشیخ عبدالقادر المغربی رئیس المجمع العلمی العربی نے بیان کیا تھا۔

مکرم شاہ صاحب عرب ممالک میں تین دفعہ تشریف لے گئے۔پہلے آپ 1913ء میں گئے تھے۔بعد ازاں 1925ء میں مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس کے ساتھ دمشق تشریف لے گئے۔تقریباً چھ ماہ تک آپ نے دمشق میں قیام کیا۔وہاں آپ نے شادی بھی کی۔آپ کے برادر نسبتی السید احمد فائق الساعاتی (تھے) جو محکمہ پولیس کی ایک کلیدی آسامی میں کام (کرتے تھے)۔

تیسری مرتبہ آپ 1956ء میں تشریف لے گئے اور تقریباً دو ماہ قیام کیا۔اس عرصہ میں آپ بیروت بھی تشریف لائے تھے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 مئی 1967ء، بحوالہ سیرة حضرت ام طاہر از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ص45 تا 48)

عربی ٹریکٹ

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود کو ایک عربی الہام میں خبر دی گئی تھی کہ رومی سلطنت کسی وقت بیرونی دشمنوں سے مغلوب ہو جائے گی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر غلبہ پائے گی۔ (تذکرہ طبع دوم صفحہ 509)۔

حضرت خلیفة المسیح الثانی نے اپنی خلافت کے پہلے سال بلادِ اسلامیہ میں اس کی اشاعت کرنے کے لئے ''اَلدِّیْنُ الْحَیُّ'' (زندہ مذہب) کے نام سے عربی زبان میں ایک ٹریکٹ لکھا جس میں حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کے ظہور پر روشنی ڈالی اور تمام عالم اسلام کو حضور کے دعوے پر ایمان لانے کی پُر زور دعوت دی اور اعلان فرمایا کہ جو اصحاب مامور وقت کی صداقت کے متعلق تحقیق کرنا چاہیں وہ خط و کتابت کے ذریعہ بھی کر سکتے ہیں۔

(از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 153)

احمدیہ مشن مصر کا قیام

1922ء کے آغاز میں حضرت خلیفة المسیح الثانی کی طرف سے شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کو مصر جانے کا حکم ہوا۔ان کو روانہ کرتے ہوئے حضور نے جو قیمتی نصائح فرمائیں ان میں اور باتوں کے علاوہ زبان سیکھنے کے اصول بھی بیان ہوئے ہیں۔احباب کے فائدہ کے لئے یہ نصائح ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔فرمایا:

''آپ مصر جاتے ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ سرزمین دنیا کی تباہی اور ترقی کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتی ہے۔اس سرزمین سے اسلام کو بہت سا نقصان بھی پہنچا ہے اور فائدہ بھی اور آئندہ اور بھی حوادث ہیں جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ انجام کار وہ اسلام کے لئے مفید ہوں گے۔پس اس سرزمین میں بہت ہی ڈرتے ڈرتے قدم رکھیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ وہ آپ کا قدم ادھر ادھر پڑنے سے آپ کو محفوظ رکھے۔

آپ کا اوّل کام عربی زبان کا سیکھنا ہے اس لئے ہندوستانیوں سے رابطہ پیدا نہ کریں کیونکہ انسان غیر ملک میں اپنے اہل ملک سے جب ملتا ہے ان کی طرف بہت کھنچ جاتا ہے۔پس جہاں تک ہو سکے عربوں سے ہی میل ملاقات رکھیں تاکہ زبان صاف ہونے کا موقعہ ملے اور یہ بھی احتیاط رہے کہ تعلیم یافتہ لوگوں سے تعلق ہو کیونکہ جُہّال کی زبان بہت خراب ہوتی ہے۔

سیاسیات میں نہ پڑیں اور نہ سیاسی لوگوں سے تعلق رکھیں۔کیونکہ سیاسی لوگوں میں اگر دعوت الی اللہ ہوئی بھی تو ان کو اپنے راستہ سے ہٹا کر دین کی طرف لانا دگنی محنت چاہتا ہے۔اور اس قدر کام آپ موجودہ اغراض کو پورا کرتے ہوئے نہیں کر سکتے۔

اپنے اخلاق کا نمونہ دکھانے کی کوشش کریں کیونکہ غیر جگہ انسان جاتا ہے تو لوگ اس کی حرکات وسکنات کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں۔

ہر ایک بات پر اپنی رائے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب کوئی ایسی بات پیش کرے جس پر رائے کا اظہار نامناسب ہے یا ایسی بحثوں کی طرف لے جائے جو سفر کے مقصد کے خلاف ہے تو بہتر ہے

کہ کہہ دیں کہ مجھے اس امر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اس لئے نہ مَیں نے اس پر کافی غور کیا ہے اور نہ اس پر مَیں اپنی رائے کا اظہار کرسکتا ہوں۔

ہر قوم میں کچھ عیوب ہوتے ہیں، کچھ خوبیاں۔ پس مصریوں کی خوبیاں سیکھنے کی کوشش کریں۔ مگر ان کے عیوب سیکھنے کی کوشش نہ کریں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے گردو پیش ایک قسم کے حالات دیکھتا ہے تو بری باتیں بھی اسے اچھی نظر آنے لگتی ہیں۔ اور وہ اسے بطور فیشن اختیار کر لیتا ہے۔ مومن کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے''۔

شیخ محمود احمد صاحب 18 فروری 1922ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور سکندر آباد سے ہوتے ہوئے بمبئی پہنچے جہاں سے بذریعہ جہاز قاہرہ (مصر) میں وارد ہوئے۔ آپ نے حضور کی ہدایات کی روشنی میں وہاں اس رنگ سے دعوت الی اللہ کا سلسلہ جاری رکھا کہ خدا کے فضل سے پہلے سال ہی ایک جماعت پیدا کرلی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سالانہ جلسہ 1922ء پر اس کا ذکر فرمایا:

''اس سال بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ایک نیا مشن مصر میں جاری کیا گیا ہے جہاں خداتعالیٰ کے فضل سے ایک طالبعلم کے ذریعہ جماعت پیدا کردی ہے''۔

دسمبر 1923ء سے آپ کی ادارت میں ''قصر النّیل'' کے نام سے ایک ہفت روزہ اخبار جاری ہوا۔ عرفانی صاحب نے 1926ء تک مصر میں کام کیا اور اعلیٰ طبقہ کے سرکاری ملازمین آپ کے ذریعہ داخل جماعت ہوئے جن میں سے الأستاذ احمد حلمی آفندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 286-287)

شیخ محمود احمد عرفانی صاحب نے ان سالوں کی بعض یادوں کو ایک مضمون بعنوان: ''عالم اسلامی میں میرے آقا کے تذکرے'' میں قلم بند فرمایا تھا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان میں سے بعض حصے یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

نیل کے کنارے

❁......''......ایک دن شام کا وقت تھا۔ علامہ احمد ذکی پاشا کے محل کے سامنے ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے جن میں آم کے درختوں کو خاص امتیاز ہے۔ باغیچہ میں تروتازگی تھی۔ چھڑکاؤ ہوا ہوا تھا اور پاشا موصوف اپنے دوستوں کے جمگھٹے میں بے تکلف بیٹھے ہوئے تھے۔

مصر کے پاشا عام طور پر انگلستان کے لارڈوں سے کم نہیں ہوتے۔ اس لئے بالعموم ان میں ایک قسم کا تکبر پیدا ہوجاتا ہے۔ ان کے محلات میں ملنا بھی آسان نہیں ہوتا مگر ذکی پاشا کے محل میں یہ باتیں مفقود تھیں۔ وہ عرب ہیں۔ عربوں کے لئے خاص جذبات رکھتے ہیں۔ اپنے آپ کو شیخ العروبہ کہتے ہیں اور قصر کے دروازے پر دار العروبہ لکھا ہوا ہے۔

احمد ذکی پاشا اسلام کے زبردست مؤرخ ہیں۔ مجلس وزراء کے سیکرٹری تھے۔ اس وقت عالم عربی میں بہت محبوب ہیں۔ ان کے قصر کے سامنے نیل کا دریا بڑی شان سے بہہ رہا تھا۔ سامنے کے کنارے پر رنگین بڑے بڑے ہاؤس بوٹ ان کے اوپر سربفلک عمارتیں ان کے اوپر کوہ ''مقطم'' کی چوٹیاں اور کھجور کے درخت دل میں ایک زندہ دلی پیدا کررہے تھے۔ ایسے سہانے وقت میں روزانہ ذکی پاشا اپنی مجلس لگاتے ہیں۔ کوٹ پتلون اتار کر ایک لمبا عربی کُرتا پہن کر اور سر پر ایک ایسی ٹوپی جیسے دِلّی والے پہنتے ہیں پہن کر بیٹھتے ہیں۔ شطرنج اور اسی قسم کی اور کھیلیں بھی کھیلی جاتی ہیں۔ باتیں بھی ہوتی ہیں۔ خوش گپیاں۔ علمی تذکرے۔ تاریخی بحثیں سب کچھ اسی مجلس میں ہوجاتا ہے۔ میں بھی گاہ گاہ اس مجلس میں پاشا کو ملنے جایا کرتا تھا۔

مجھے دیکھتے ہی پاشا نے اپنی عادت کے مطابق مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ آئے۔ اپنے دوستوں سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ مرزا احمد قادیانی کے مذہب کے یہاں مبشر ہیں۔ یہ کہنے پر میری طرف گردنیں اٹھیں اور بعض استہزاء سے اور بعض محبت سے ملنے لگے۔ پاشا نے پھر کہا:۔

''یہ لوگ بڑے باہمت ہیں۔ دنیا میں انہوں نے ......کی اشاعت کا وہ کام کیا ہے جس کی مثال...... کے زمانہ کے سوا کہیں نہیں ملتی۔ یورپ میں امریکہ میں ان کی مساعی سے اب سینکڑوں...... پیدا ہوگئے ہیں''۔

مَیں نے کہا کہ ساری خوبی میرے سید و مولیٰ (یعنی حضرت مسیح موعود) کی ہے جس نے ایسی جماعت پیدا کی۔ تو پاشا نے کہا کہ ''بےشک بےشک یہ سب انہیں کی برکت ہے۔ وہ......کا مایہ ناز فرزند تھا۔ لوگ سمجھتے نہیں''۔

خدیو مصر کی والدہ کے محل میں

❁......قاہرہ کے بہترین حصے میں ایک قصر الدوبارہ ہے جہاں خدیو عباس حلمی سابق فرمانروائے مصر کی والدہ کا محل ہے۔ یہ محل بڑا شاندار محل ہے۔ اس محل کی مصر میں بڑی شہرت تھی اس لئے کہ خدیو کی ماں جو ام الحسنین کہلاتی تھی اس جگہ رہتی تھیں۔ سینکڑوں آدمیوں کا جمگھٹا رہتا تھا۔ محل میں بڑی چہل پہل تھی۔ میں خدیو مصر کے چھوٹے بھائی ہِز ہائینس محمد علی پاشا سے ملنے گیا۔ محل میں اس رات بے شمار ملاقاتی جمع تھے۔ خاکسار نے......شاہی رجسٹر میں اپنا نام احمدیہ مشنری کے مبارک الفاظ کے ساتھ درج کردیا۔

قصر بقعہءنور بن رہا تھا۔ مجھے میری باری پر اندر بلایا گیا۔ محمد علی پاشا ایک شکیل و وجیہ نوجوان ہیں۔ دروازے پر آپ کھڑے تھے۔ مَیں آپ کو پہچان نہ سکا۔ مَیں نے ان کو باڈی گارڈ کا افسر خیال کیا۔ مَیں آگے آگے تھا اور ہز ہائینس میرے پیچھے۔ مَیں جب ایک کمرے سے گزر گیا۔ دوسرے میں قدم رکھا تو مَیں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ تیسرے کمرے میں جا کر مَیں نے پوچھا ہز ہائینس کہاں ہیں؟ ہز ہائینس مسکرائے اور کہا کہ مَیں ہوں۔ مَیں شرمندہ ہوا۔ کمرے میں میرے ساتھ ابراہیم حسن انصاری بھی تھے۔ مَیں نے پاشا کو سلسلہ کا پیغام دیا۔ کتابیں پیش کیں۔ پاشا نے سن کر کہا کہ ''میں آج سے پہلے احمدیت کو تفصیل سے نہیں جانتا تھا۔ مگر مَیں نے ذکر سنا تھا اور امریکہ میں سنا تھا کہ لوگ احمدی ہورہے ہیں''۔

پھر کہا کہ: ''مَیں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا۔ میرے دل میں سید احمد (یعنی حضرت مسیح موعود) کی بڑی عزت ہے۔ مَیں اس فرزند مشرق کی عزت کرتا ہوں جس کے سامنے یورپ و امریکہ جھکے اور مَیں چاہتا ہوں کہ مشرق کا ہر فرزند اپنے ایسے فرزندوں کی عزت کرے خواہ ان کے عقائد کچھ ہی کیوں نہ ہوں''۔

ایک دشمن کی مجلس میں

❁......جہاں سینکڑوں مداح دیکھے۔ وہاں سینکڑوں دشمن بھی دیکھے دشمنوں کے گھروں میں بھی میرے آقا کا ذکر ہوتا ہے۔ اس میں بھی آپ کی ایک عظمت اور شان معلوم ہوتی ہے۔

محبّ الدین خطیب ہمارے سلسلہ کے ایک بڑے نامی گرامی دشمن ہیں۔ ان سے ملنے کے لئے ہم چند دوست گئے۔ وہ اپنے دفتر اور کتب خانہ میں موجود تھے۔ آپ اخبار کے ایڈیٹر ہیں اور ہماری دشمنی میں خاص جوش رکھتے ہیں۔ سلسلہ کا ذکر سن کر بولے:

''میرا بس چلے تو مَیں توپوں اور مشین گنوں کو لے کر جاؤں اور احمدیوں کے مکانوں کو تباہ کردوں، ان کا قتل عام کردوں۔ مرزا نے دنیا میں ایک ایسا فتنہ پیدا کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ مسلمانوں کو دو حصوں میں اس شخص نے تقسیم کردیا۔ آپ لوگوں کی مساعی حیرت انگیز ہیں۔ کاش یہ کسی نیک کام کے لئے ہوتیں''۔

اگرچہ بظاہر یہ الفاظ مذمت سے پُر ہیں۔ لیکن اس سے بڑھ کر کوئی دشمن کیا مدح کرے گا اور میرے آقا کی عظمت کا کیا اعتراف کرے گا۔

(الحکم قادیان کا 21 مئی 1934ء ص 4-5)

حضرت مصلح موعود کا سفر یورپ

اور بلاد عربیہ میں نزول

1924ء میں انگلستان کی مشہور ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں بعض انگریز معززین نے یہ تجویز کی کہ اس موقعہ پر لندن میں ایک مذاہب کی کانفرنس بھی منعقد کی جاوے جس میں برٹش ایمپائر کے مختلف مذاہب کے نمائندوں کو دعوت دی جاوے کہ وہ کانفرنس میں شریک ہوکر اپنے اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔ یہ دعوت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بھی پہنچی اور کانفرنس کے منتظمین نے آپ سے استدعا کی کہ آپ خود تکلیف فرما کر کانفرنس میں شمولیت فرمائیں۔ چنانچہ آپ جماعت کے مشورہ کے بعد 12/جولائی 1924ء کو بمبئی سے روانہ ہوئے۔

اس سفر میں جہاں لندن میں حضور نے اپنا معرکۃ الآراء خطاب ''احمدیت'' ارشاد فرمایا، وہاں 19/اکتوبر 1924ء کو بیت فضل کا بھی سنگ بنیاد رکھا۔

(ماخوذ از سلسلہ احمدیہ صفحہ 374 تا 379)

فتح مصر کی بنیاد

اس سفر کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مناسب خیال فرمایا کہ رستہ میں مصر اور شام اور فلسطین میں بھی ہوتے جائیں۔ چنانچہ آپ نے ان ملکوں میں بھی تھوڑا تھوڑا قیام فرمایا اور وہاں کے عرب احمدیوں اور مختلف مشائخ اور لیڈروں کو شرف ملاقات بخشا۔ حضور کا یہ سفر عربوں میں احمدیت کی مساعی کا ایک سنہری باب ہے لہذا یہاں پر اس سفر کے بلاد عربیہ سے متعلقہ مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں۔ اس سفر کے بیشتر حالات حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی کی ڈائری سے ماخوذ ہے جو اب ''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر یورپ'' کے عنوان سے چھپ چکی ہے۔

❁...... 22/جولائی 1924ء کو حضور کا جہاز عدن سے گزرتا ہوا پورٹ سعید کی طرف چلا۔ 24/جولائی 1924ء کو حضور نے شام و مصر میں دعوت الی اللہ پر کئی گھنٹے دوستوں سے مشورہ لیا اور ایک سکیم تجویز فرمائی اور دوستوں کو تاکید فرمائی کہ سفر کی اہمیت، مقصد کی عظمت اور مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام وقت اس کی تیاری میں صرف ہونا چاہئے اور اس کے لئے خداتعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔

❁......25/جولائی کو گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان جہاز جدہ اور مکہ شریف کے سامنے سے گزرنے والا تھا۔ حضور نے ارادہ فرمایا کہ خاص طور پر دعا کی جائے۔ چنانچہ حضور نے دو رکعت نماز باجماعت پڑھائی جس میں بہت رقّت انگیز دعائیں کیں۔

مصر کے بارہ میں حضور کی پیشگوئی

❁......پورٹ سعید پر اترنے کے بعد حضور مع خدام قاہرہ تشریف لے گئے اور شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے مکان پر فروکش ہوئے۔ حضور قیام مصر کی نسبت اپنے تاثرات و حالات خود بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ہم قاہرہ میں صرف دو دن ٹھہرے......میرے نزدیک مصر مسلمانوں کا بچہ ہے جسے یورپ نے اپنے گھر میں پالا ہے تا کہ اس کے ذریعہ سے بلاد اسلامیہ کے اخلاق کو خراب کرے۔ مگر میرا دل کہتا ہے اور جب سے مَیں نے قرآن کریم کو سمجھا ہے مَیں برابر اس کی بعض سورتوں سے استدلال کرتا ہوں اور اپنے شاگردوں کو کہتا چلا آیا ہوں کہ یورپین فوقیت کی تباہی مصر سے وابستہ ہے اور اب میں اس بناء پر کہتا ہوں......مصر جب خداتعالیٰ کی تربیت میں آجائے گا تو وہ اسی طرح یورپین تہذیب کے مخرب اخلاق حصوں کو توڑنے میں کامیاب ہوگا جس طرح حضرت موسیٰ

فرعون کی تباہی میں۔ بے شک اس وقت یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے مگر جو زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے۔مَیں نے قاہرہ پہنچتے ہی......اس بات کا اندازہ لگا کر کہ وقت کم ہے اور کام زیادہ ساتھیوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ایک حصہ اخبارات وجرائد کے مدیروں کے ملنے میں مشغول ہوا اور دوسرا پاسپورٹوں اورڈاک کے متعلق کام میں لگ گیا، تیسرا سفر کی بعض ضرورتوں کو مہیا کرنے میں...... یہ علاقے دعوت الی اللہ کے لئے روپیہ چاہتے ہیں مگر اسی طرح جب ان میں دعوت الی اللہ کامیاب ہو جائے تو اشاعت...... کے لئے ان سے مدد بھی کچھ مل سکتی ہے۔ میں لکھ چکا ہوں کہ میں نے بعض دوستوں کو اخبارات کے ایڈیٹروں کے پاس ملنے کے لئے بھیجا تھا......جن اخبار نویسوں سے ہمارے دوست ملے انہوں نے آئندہ ہر طرح مدد دینے کا وعدہ کیا''۔

الأزہر کی خلافت کمیٹی سے ملاقات

......حضور فرماتے ہیں:

''جامع ازہر کے ماتحت جو خلافت کمیٹی بنی ہے اور جس کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ سال مارچ میں ایک عظیم الشان جلسہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا کر کے اس میں یہ فیصلہ کرے کہ کون شخص خلیفہ ہونا چاہئے، اس انجمن کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اور بعض اور دوسرے لوگ ملنے کے لئے آئے اور خلافت کے متعلق تذکرہ کرتے رہے''۔

مصر کے ایک مشہور صوفی

......''اس کے بعد مصر کے ایک مشہور صوفی سید ابو العزائم صاحب ملنے کے لئے آئے۔ یہ صاحب بہت بڑے پیر ہیں۔کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ ان کے مرید ہیں۔ علاوہ ان لوگوں کے دو اور معزز آدمی بھی ملنے کے لئے آئے لیکن افسوس کہ بوجہ باہر ہونے کے مجھے ان سے ملنے کا موقعہ نہ ملا۔ان میں سے ایک تو ترکی رئیس تھے دوسرے صاحب ایک وکیل تھے۔ان کے گھر پر بھی مَیں نے اپنے بعض ساتھیوں کو بھیجا۔انہوں نے مصریوں کی حالت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کی خواہش کی کہ مصر میں احمدیہ مشن کو مضبوط کیا جائے اور یورپ کو...... بنانے کی بجائے مصر کو یورپ کے پیچھے جانے سے بچانے کی کوشش پر زور دیا جائے۔انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر واپسی پر مصر میں قیام کا موقع ملے تو مَیں اپنے دوستوں کو جمع کر کے آپ کے امام کو دعوت دوں گا اور ہم لوگ مل کر ......روح کی مصر میں اشاعت کی کوشش کریں گے اور یہ بھی کہا کہ مَیں احمدیت کے مسائل سے بہت متفق ہو چکا ہوں۔غالبًا آپ لوگوں کی ولایت سے واپسی تک مَیں بیعت میں شامل ہو جاؤں گا۔ چونکہ گرمی کا موسم ہے، تمام عمائد اور علماء ملک کے ٹھنڈے علاقوں کی طرف چلے گئے ہیں اس لئے اور زیادہ لوگوں سے ملنے کا موقعہ نہیں مل سکتا تھا''۔

مصر کے احمدی

......''مجھے جو مصر میں سب سے زیادہ خوشی ہوئی وہ وہاں کے احمدیوں کی ملاقات کے نتیجہ میں تھی۔ تین مصری احمدی مجھے ملے اور تینوں نہایت ہی مخلص تھے۔دو ازہر کے تعلیم یافتہ اور ایک علوم جدیدہ کی تعلیم کی تحصیل کرنے والے دوست۔تینوں نہایت ہی مخلص اور جوشیلے تھے اور ان کے اخلاص اور جوش کی کیفیت کو دیکھ کر دل رقّت سے بھر جاتا تھا۔تینوں نے نہایت دردِ دل سے اس بات کی خواہش کی کہ مصر کے کام کو مضبوط کیا جائے''۔

ایک مصلح کے امیدوار بدوی

......ایک بات عجیب طور پر وہاں معلوم ہوئی اور وہ یہ کہ قاہرہ کے اردگرد کے بدوی علاقے نہایت ہی تڑپ کے ساتھ ایک مصلح کے امیدوار ہیں۔بعض لوگوں نے جب سلسلہ کے حالات سنے تو خواہش کی کہ اگر ہمارے علاقہ میں کوئی آدمی پندرہ بیس روز بھی آ کر رہے تو ہزاروں آدمی سلسلہ میں داخل ہونے کو تیار ہیں۔

حضور کی ایک اور پیشگوئی

اور اس کا پورا ہونا

......قاہرہ میں دو دن کے قیام کے بعد حضور بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے جہاں حضور نے دو روز تک قیام فرمایا جس میں وہاں پر موجود حضرت ابوالأنبیاء حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی قبور اور بعض دیگر مقامات کی زیارت کی۔القدس کے مفتی نے حضور کے اعزاز میں چائے کی دعوت دی جس میں قاضئ شہر اور معززین نے بھی شرکت کی۔ اس مجلس میں تمام باتیں فصیح عربی زبان میں ہوئیں۔مفتی صاحب نے حیران ہو کر حضور سے دریافت کیا کہ آپ نے عربی زبان کہاں سے سیکھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے امام بانئ سلسلہ احمدیہ نے ہمیں فرمایا ہے کہ ہم قرآن کی زبان کو زندہ رکھیں اور اسے اپنی دوسری زبان بنا لیں کیونکہ اس میں اتحاد کا راز پنہاں ہے۔ قادیان میں ایک مدرسہ علوم عربیہ کی ترویج کے لئے قائم ہے۔ پھر حضور نے عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مصر آنے اور حج کے مختلف حالات بیان فرمائے۔

حضور کے اس دورہ کو یہاں کے لوکل اخبارات نے بھرپور کوریج دی۔ یہاں حضور سے بعض بڑے بڑے مسلمان لیڈروں نے بھی ملاقات کی، اس کے بارہ میں حضور فرماتے ہیں:

''وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں سے مَیں ملا ہوں مَیں نے دیکھا کہ وہ مطمئن ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہودیوں کے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔مگر میرے نزدیک ان کی رائے غلط ہے۔ یہودی قوم اپنے آبائی ملک پر قبضہ کرنے پر تُلی ہوئی ہے۔قرآن شریف کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی ضرور اس ملک میں آباد ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پس میرے نزدیک مسلمان رؤساء کا یہ اطمینان بالآخر ان کی تباہی کا موجب ہوگا''۔

(تاریخ احمدیت ج4 ص437 تا448۔انوار العلوم ج8 دورہ یورپ)

قارئین کرام! ان الفاظ کی شوکت پر غور کیجئے۔

چنانچہ قریباً بیس سال بعد اسرائیل کی حکومت کا قیام عمل میں آیا اور اس کے بعد حقیقتاً مسلمان دنیا کا اطمینان وسکون تباہ ہو گیا اور خطرات نے آج تک ان کو گھیرا ہوا ہے۔

ایک پیاسی اور مستعد روح

چند سطور قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی زبانی ایک صوفی بزرگ ابوالعزائم کا ذکر گزرا ہے۔ان کے بارہ میں مزید معلومات اس طرح سے ہیں:

ان کے بارہ میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی لکھتے ہیں کہ:

سید ابوالعزائم کی ملاقات اور اس کا حضور کے کلام سے وجد میں آ جانا اور یا سیدی اور امامنا اور صدقْتَ وَ آمنتُ کر کے اظہار اخلاص کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ وہ بہت بڑا صاحب اثر عالم باعمل مانا گیا ہے حتیٰ کہ بادشاہ وقت تک کے مقابلہ میں کھڑا ہوا ہے۔

پھر صرف تنہائی اور علیحدگی میں اگر وہ ایسا اظہار کرتا تو بھی کچھ شبہ اور شک کی بات باقی تھی مگر اس نے تو علیٰ رؤس الاشہاد اپنے خاص شاگردوں اور مریدوں میں جن کی تعداد ٹھیک 9 کس تھی اور واقع میں وہ بڑے علماء بھی تھے۔بعض انگریزی خوان تھے کیونکہ ان میں سے ایک نے خان صاحب سے انگریزی میں باتیں کر کے ان کا ترجمہ اس کا سنایا۔ان سب کے سامنے اس نے ایمان لانے کا اظہار کیا اور کہا کہ میں حضرت امامنا پر ایمان لاتا ہوں تم گواہ رہو۔تم اگر ڈرو اور نہ مانو تو تمہاری مرضی ورنہ میں نے مانا اور قبول کیا کہ یہ سب کلام حق ہے۔اس کلام میں جماعت کے عقائد تفصیل سے بتا دیئے گئے تھے۔

کھول کر سنا دیا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کا مذہب ہے کہ مسیحؑ ناصری وفات پا چکے ہیں وغیرہ وغیرہ اور دوسرے تمام خصوصی عقائد بھی پہونچا دیئے تھے۔

وضاحت کے لئے عرض ہے کہ انکا پورا نام محمد ماضی ابوالعزائم ہے۔آپ کا نسب حضرت عبدالقادر جیلانی اور آخر میں حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب سے ملتا ہے۔آپ مصر کے شہر ''رشید'' میں 1869 میں پیدا ہوئے۔قرآن کریم حفظ کیا اور علوم حدیث وفلسفہ اور تصوف میں گہرا مطالعہ کیا اور ملکہ حاصل کیا۔خرطوم یونیورسٹی کے شریعت کالج میں بطور استاد بھی کام کیا۔آپ نے متعدد کتب بھی تصنیف کیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: معارج المقربين، هداية السالك إلى علم المناسك، الفرقة الناجية، السراج الوهاج في الإسراء والمعراج، وسائل إظهار الحق، المفاهيم في الميزان وغیرہ۔ آپ نے 1937 میں 68 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ صوفیوں کے سلسلہ کے امام سمجھے جاتے ہیں بلکہ آپ کے اتباع آج آپ کو مجدد اور امام حق وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔آپ کی زندگی اور افکار وغیرہ پر فلم بھی بنائی گئی ہے نیز کئی ویب سائٹس پر آپ کی کتب اور آپ کی سیرت ونظریات وخیالات کو نشر کیا گیا ہے۔

اس صوفی بزرگ نے صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے سامنے ہی حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے کا اقرار نہیں کیا تھا بلکہ جب مکرم محمود عرفانی صاحب مصر میں اپنے قیام کے دوران ان سے ملنے گئے تو ان سے ملاقات کا حال ان الفاظ میں لکھا:

قاہرہ کے پرانے حصہ میں پیچ در پیچ گلیوں میں ایک بڑا مکان ہے جو کسی زمانے میں بہت بڑا محل ہو گا۔اس محل میں ایک بہت بڑا صوفی (جس کے ہزارہا مرید ہیں اور مرید اپنے پیر کے پروانے ہیں) رہتا ہے۔آپ کا نام صوفی سید محمد ماضی ابوالعزائم ہے۔ عالم اسلامی میں آپ کو ایک خاص شہرت حاصل ہے۔

ایک رات کا واقعہ ہے کہ مَیں ان اندھیری گلیوں میں گزرتے ہوئے اس بڑے مکان میں داخل ہوا اور مکان کے اونچے نیچے صحن سے گزر کر ایک بڑے ہال میں پہنچا جہاں اس کے مرید ذکر کی محفل گرم کئے ہوئے تھے۔مَیں نے صوفی صاحب کے متعلق دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ اندر کے کمرے میں بیٹھے ہیں۔آپ ایک بڑی آرام دہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔مریدوں کا حلقہ گرد تھا۔ روشنی دھیمی تھی۔ کوئی ان کے برابر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔مگر مجھے آپ نے ہمیشہ اپنے قرب میں اور ساتھ بیٹھنے کا شرف دیا۔ مجھے دیکھ کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ:

''(دین) میں سخت قحط الرجال ہے۔آج اگر سید احمد (یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود) ہوتے تو مَیں ان کے جوتے کو اپنے سر پر رکھ لیتا۔لوگوں نے ان کی حقیقت کو نہیں جانا اور بڑا ظلم کیا ہے''۔

(الحکم قادیان مورخہ 21 مئی 1934ء)

مکرم محمد یونس صاحب

میرے والد مکرم رشید احمد صاحب کی یاد میں

چوہدری رشید احمد صاحب 1938ء میں پیدا ہوئے اورانہوں نے پانچویں جماعت تک سکول میں علم حاصل کیا۔ ہم چار بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ ہمارے والد ہم سے بہت پیار کرتے اور ہمارا بہت خیال رکھتے تھے۔ ہمارے دادا جان کے 6 بھائی تھے۔ جن میں سے ایک احمدی ہو چکا تھا اور وہ کنری شہر ضلع میر پور خاص میں رہتے تھے۔ باقی 5 بھائی ''گوٹھ علم الدین'' میں رہتے تھے۔ جو کہ کنری شہر سے 5 میل کے فاصلے پر تھی۔ کنری شہر والے چچا (یوسف) کے گھر جایا کرتے تھے کیونکہ وہ احمدی تھے جب بھی گوٹھ سے شہر جانے کا کوئی کام ہوتا تو میرے والد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جانا ہے۔ کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ جب بھی شہر جانے کا کام آتا ہے یہ (رشید احمد) کیوں جاتا ہے۔ والد صاحب شہر جا کر اپنے چچا سے احمدیت کی باتیں سنتے اور ایک یا دو کتابیں اپنے ساتھ لے آتے اور گھر ٹائم نکال کر پڑھتے رہتے تھے۔ والد صاحب نے کسی کو بتائے بغیر بیعت کر لی اور احمدی ہو گئے۔ بعد میں میرے والد صاحب نے دادا جان اور اپنے بھائیوں کو بتا دیا کہ میں نے بیعت کر لی ہے۔ دادا جان والد صاحب سے ناراض تو ہوئے لیکن مارا پیٹا نہیں۔ ابا جان کے چھوٹے بھائی نے ابا جان کو احمدی ہونے کی وجہ سے مارا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے والد صاحب کو حوصلہ اور ہمت عطا کی۔ آہستہ آہستہ سارے گاؤں والوں کو پتہ چل گیا کہ چوہدری علم الدین کا بیٹا احمدی ہو گیا ہے اس کے بعد جو بھی رشتہ دار ہمارے گاؤں میں ہم سے ملنے آتا اور سنتا کہ رشید احمد احمدی ہو گیا ہے تو ہمارے گھر سے ہماری ساری برادری نے دادا جان سمیت کھانا پینا بند کر دیا ہم بہن بھائی چھوٹے چھوٹے تھے میرے سگے تایا جان کے بیٹے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتے کہ ہم اپنے گھر میں شام کے وقت کھانا کھا رہے ہوتے تو اس وقت ''بھینسوں کا گوبر اور مٹی'' دیوار کے اوپر سے کھانے میں پھینک دیا کرتے تھے لیکن ہم رو رو کر چپ ہو جاتے اور ہماری پیاری والدہ ہمیں دوبارہ کھانا تیار کر کے دیتیں اور جب وہ گھر کے آگے سے گزرتے تو یہ الفاظ کہتے قادیانی 'کافر' مرزائی اور چلے جاتے۔ باہر کے لوگوں خاص طور پر سندھیوں نے بھی دھمکی دے دی کہ یہ احمدیت چھوڑ دے ورنہ ہم اسے قتل کر دیں گے۔ اب ہمارے لئے اور بھی مشکلات بڑھ گئیں۔ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔

سکول میں میرا برتن پانی والا بھی الگ ہوتا وہاں پر بھی مجھے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا۔ اسی طرح اپنے سکول کے لڑکوں کی بھی میں باتیں سنتا اور پھر شام کو اپنے گھر آ کر اپنے والد کو بتاتا کہ آج میرے ساتھ یہ یہ ہوا۔ تو والدہ بھی رو کر چپ ہو جاتیں۔ والد صاحب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے یا اللہ تو ہی ہماری غیبی مدد فرما دے اور ہمارے لئے راستے کھول دے۔ اسی طرح سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا۔ آخر ایک دفعہ، ایک دن ایسا آیا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) ربوہ سے ناصر آباد کا دورہ کرنے کے لئے آ رہے تھے۔ اس وقت کنری جماعت کے جو امیر صاحب تھے ان سے بات کر کے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو ہمارے گاؤں لے آئے۔ لیکن آنے سے پہلے ایک آدمی کو موٹر سائیکل پر بھیج دیا بتا دو کہ گوٹھ میں مہمان آ رہے ہیں میرے والد صاحب نے پورے گاؤں میں بتایا کہ آج کوئی بھی کام پر نہیں جائے گا آج حضرت مرزا طاہر احمد صاحب آ رہے ہیں۔ سارے لوگ ان مہمانوں کے آنے سے پہلے جمع ہو گئے۔ جیسے مہمان پہنچے تو سب کے ساتھ سلام لیا پانی پیا اور اس کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے پُرزور تقریر فرمائی اور اس کے بعد حضرت میاں صاحب نے یہ سوال کیا کہ بتاؤ میں نے کوئی ایسی بات تو نہیں کی جو غلط ہو تو میرے دادا جان چوہدری علم الدین صاحب جو ان بھائیوں میں سے سب سے بڑے تھے۔ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ میں تو بیعت کرتا ہوں۔ جب سب بھائیوں نے یہ دیکھا کہ چوہدری (لالا) علم الدین صاحب بیعت کر رہا ہے تو پھر ہم بھی بیعت کرتے ہیں۔ سب کے سب لوگ جتنے بھی وہاں پر موجود تھے سب نے بیعت کر لی اور احمدیت میں داخل ہو گئے۔

اس کے بعد ہم گاؤں سے 1981ء میں شفٹ ہو کر ''نبی سر روڈ شہر'' چلے گئے۔ چھوٹے بھائی اور بہنوں کے لئے سکول کی پڑھائی کا بڑا مسئلہ تھا۔ جب ہم وہاں گئے تو میرے چار ماموں اور ان کی اولاد وہ سب غیر احمدی تھے۔ اب ہمارے لئے پھر وہی مسئلہ شروع ہو گیا۔ وہ ہمارے والد صاحب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا نہیں کھاتے تھے اور آج بھی ہمارے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا نہیں کھاتے۔

10 سال ہم نے نبی سر روڈ شہر میں گزارے وہاں پر ہماری جماعت قائم ہے اور ایک بیت الذکر بھی بنی ہے۔ وہاں سے ہم 1993ء میں کراچی شفٹ ہو گئے اور اپنی جگہ بنا کر آباد ہو گئے اور یہاں بتا تا چلوں کہ آج ان میں سے میرے تایا (جان محمد) صاحب کا ایک بیٹا مربی سلسلہ ہے جنہیں 8 سال تک کینیا میں خدمت کا موقع ملا اور اب پاکستان میں اپنی ذمہ داری انجام دے رہے ہیں۔

20 مئی 2005ء کو میرے والد صاحب شدید بیماری کے باعث پی این ایس شفاء میں ایڈمٹ رہے آخری ایام میں والد صاحب کو بہت زیادہ تکلیف ہو رہی تھی تو اس وقت پورے وارڈ میں زور سے یہ الفاظ بلند آواز میں کہہ رہے تھے کہ اب مجھے کوئی غم نہیں، کوئی مسئلہ نہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے پودا لگا دیا ہے مجھے پروا نہیں، یہ پودا پھولے گا اور بڑھے گا اور اس کے دو دن بعد والد صاحب صبح 3 بجے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

والد صاحب کو ایک عرصہ تک جماعت کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ قائد مجلس کے عہدہ پر 2 سال تک فائز رہے اور زعیم حلقہ وصدر حلقہ بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم رانا مبارک احمد صاحب

دارالعوام (ویسٹ منسٹر لندن کی سیر)

خاکسار جب بھی لندن گیا اور وقت نکال کر دارالعوام یعنی (ویسٹ منسٹر) کو دیکھنے کے لئے گیا لیکن باہر سے ویسٹ منسٹر کی عمارت کو دیکھ سکا۔ تاہم خاکسار کے بیٹے عزیزم رانا منصور احمد اور نواسے عزیزم دانیال احمد صاحب بھتیجا عزیزم رانا رفیق احمد صاحب جو کہ مورڈن کے علاقہ میں رہائش رکھتے ہیں۔ ایک دعوت پر اندر سے دیکھنے کی توفیق ملی۔ وہ بتاتے ہیں۔ 8 فروری 2010ء کو ہمیں دارالعوام (ویسٹ منسٹر) کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ جو کہ مورڈن کے مقامی ممبر پارلیمنٹ کے توسط سے ایک دعوت کے ذریعہ ملا۔ جس کے لئے ہم تینوں رانا منصور احمد، رانا رفیق احمد اور دانیال احمد بیت الفتوح میں چھ بجے شام کے قریب اکٹھے ہوئے پھر ہم مورڈن کے زیر زمین ریلوے سٹیشن تک خوشی خوشی ٹہلتے ہوئے پہنچ گئے یہ کوئی سوا چھ بجے کا وقت ہو گا۔ جہاں سے ہم سیدھے ٹیوب کے ذریعہ ویسٹ منسٹر نصف گھنٹے میں پہنچ گئے دراصل لوگ اس وقت اپنے کام ختم کر کے گھروں کو واپس جا رہے تھے جب ہم ویسٹ منسٹر پہنچے تو کچھ اور احمدی خاندانوں سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں کو بھی دعوت پر مدعو کیا گیا تھا۔ حفاظتی نکتہ نگاہ سے ہمیں سیکیورٹی انتظامات میں سے گزرنا پڑا۔

پھر رجسٹریشن کے لئے ہمارے نام تحریر کئے گئے ہمیں دو کمروں میں الگ الگ کر کے بٹھا دیا گیا۔ ایک مردوں کے لئے اور دوسرا خواتین کے لئے، ہماری تواضع جوس، سموسے سے کی گئی۔ پھر ہمیں گروپ A اور گروپ B میں تقسیم کر دیا گیا۔ پھر مرکزی ہال میں گئے وہاں ہم ناصر خان صاحب نائب امیر یو کے مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ بیت الفتوح، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور دوسرے سینئر اہم شخصیات سے ملے۔

مکرم مربی صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت سے اس تقریب کا آغاز کیا۔ اس کے بعد رکن پارلیمنٹ نے تقریر کی جس میں جماعت احمدیہ کے بارے میں مثبت حقائق بیان کئے کہ جس طرح ہم تمام مذاہب کی تکریم کرتے ہیں اور ہمارا ''ماٹو'' محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' معاشرے کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے ایسے فکر انگیز الفاظ نے مجھے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا'' جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔

''میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اور آج ہم نئی نسل میں اس پیغام کو پھیلتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

اس کے بعد ہمیں چھوٹے چھوٹے گروپوں میں تقسیم کر دیا ہر گروپ میں 20 مہمان شامل تھے اور ویسٹ منسٹر کا مکمل دورہ کروایا گیا۔

ٹور گائیڈ جو کہ بڑی خوشدلی کے ساتھ رضا کارانہ دورہ کروا رہا تھا۔ اس نے ویسٹ منسٹر کے بارے میں چند بنیادی حقائق بیان کرتے ہوئے بتایا کہ

☆ ویسٹ منسٹر کا محل جو کہ پارلیمنٹ ہاؤس کے نام سے مشہور ہے اس جگہ دولت مشترکہ برطانیہ کی پارلیمنٹ کے دو ایوان ہیں۔ ایک ''ہاؤس آف کا لارڈ'' اور دوسرا ''دارالعوام'' یعنی ہاؤس آف کامنز۔

☆ ملکہ شاہی سواری میں سوار ہو کر ویسٹ منسٹر پہنچتی ہے اور ایوان کے لئے نئے سیشن کا آغاز کرتی ہے ایسا عام طور پر نومبر کے دوسرے ہفتے میں ہوتا ہے۔

☆ گیارہویں صدی کے وسط سے 1512ء تک ویسٹ منسٹر کا محل انگلستان کے بادشاہوں اور ملکاؤں کی شاہی رہائش گاہ ہوتی تھی۔

☆ ویسٹ منسٹر محل میں (پارلیمنٹ ہاؤس) بگ بین کی گھنٹی ہر نصف گھنٹے کے وقفہ سے بجتی ہے جب دارالعوام میں سیشن جاری ہو تو کلاک ٹاور میں روشنی رہتی ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ دارالعوام کا سیشن جاری ہے۔

ہمیں بگ بین دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ اس کے بارے میں چند اہم حقائق بھی معلوم ہوئے۔

☆ بگ بین کلاک ٹاور دریائے ٹیمس کے کنارے واقع ہے اور سرکاری طور پر بگ بین مکمل ٹاور کا نام نہیں بلکہ اسے سینٹ سٹیفن ٹاور کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے لیکن بگ بین سے مراد بہت بڑا 13 ٹن وزنی گھنٹہ ہے۔

☆ بگ بین گھنٹے کا ڈایا میٹر۔

9 فٹ ہے۔ اور یہ ساڑھے سات فٹ اونچا ہے۔

یہ دورہ تقریباً دو گھنٹے جاری رہا۔ یہ کامیاب دورہ اب اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ ہم سب واپس اپنے اپنے گھر مورڈن کو جانے کے لئے رات 10 بجے ویسٹ منسٹر کے زیر زمین ریلوے سٹیشن پہنچ گئے اور 11 بجے رات مورڈن ریلوے سٹیشن پہنچنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم نفیس احمد عتیق صاحب مربی سلسلہ وکالت اشاعت تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ 6/ اکتوبر 2010ء کو خاکسار کو دوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام انوش عتیق رکھا گیا ہے۔ جو محترم رفیق احمد قریشی صاحب دہلوی آف راولپنڈی کی پوتی، محترم نصیر احمد چغتائی صاحب آف واہ کینٹ حال جرمنی کی نواسی، مکرم بابو نذیر احمد صاحب دہلوی امیر جماعت دہلی اور محترم بشیر احمد چغتائی صاحب پریذیڈنٹ جماعت واہ کینٹ کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے نیز نیک، صالحہ اور خادمہ دین بنائے۔ آمین

کامیابی

(مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

مورخہ 14/ اکتوبر 2010ء کو گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں ضلعی سطح پر سائیکل ریس کا مقابلہ منعقد ہوا۔ جس میں 13 سکولز کی ٹیموں نے شرکت کی۔ مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول کی طالبات نے بھی اس مقابلہ میں حصہ لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سوئم پوزیشن حاصل کی۔ ٹیم میں شامل طالبات کے نام بغرض دعا تحریر ہیں۔

☆ نورین فاطمہ بنت مکرم افتخار حسین صاحب۔ ہفتم

☆ خولہ منور بنت مکرم منور احمد صاحب۔ ہشتم

☆ ھبۃ البصیر بنت مکرم اصغر علی صاحب۔ دہم

☆ بشرۃ الصیام بنت مکرم بشیر الدین مبارک صاحب۔ دہم

☆ حافظہ قرۃ العین بنت مکرم مسعود احمد صاحب۔ دہم

☆ عفت بتول شہزادی بنت مکرم عبدالرسول ساجد صاحب۔ دہم

☆ فرح ناز بنت مکرم عصمت اللہ صاحب۔ دہم

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طالبات کو ہر میدان میں کامیابیاں عطا فرماتا چلا جائے اور جماعت کیلئے نافع الناس وجود بنائے۔ آمین

(پرنسپل مریم گرلز ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

کامیابی

(ناصر ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

امسال بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے تحت ہونے والے علمی و ادبی مقابلہ جات میں ناصر ہائیر سیکنڈری سکول کے مندرجہ ذیل طلبہ نے نمایاں پوزیشنز حاصل کر کے ڈسٹرکٹ سطح کے لئے کوالیفائی کیا۔

☆ اردو مباحثہ "حق میں" حافظ راحیل احمد۔ اول

☆ پنجابی ٹاکرا "مخالفت میں" حافظ راحیل احمد۔ اول

☆ اردو مباحثہ "مخالفت میں" حافظ وجاہت احمد۔ اول

☆ اقبالیات حافظ وجاہت احمد۔ اول

☆ بیت بازی حافظ بابر محمود۔ دوئم

☆ مضمون نویسی منظور احمد۔ سوئم

☆ پنجابی ٹاکرا "حق میں" بلال احمد۔ سوئم

☆ سائنس کوئز دہم حافظ اسامہ یعقوب۔ سوئم

☆ جنرل کوئز نہم اسلامیات حافظ محسن احمد۔ سوم

طلبہ کی مزید کامیابیوں اور خادم دین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

(پرنسپل ناصر ہائر سیکنڈری سکول ربوہ)

ولادت

مکرم ہومیو ڈاکٹر لیاقت علی خان صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم سعادت احمد عتیق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 28 ستمبر 2010ء کو محض اپنے فضل سے پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچے کا نام عفان احمد عطا فرمایا اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا ہے۔ نومولود مکرم صوفی علی محمد صاحب سابق معلم وقف جدید کی نسل سے اور مکرم چوہدری مجید احمد پرویز صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے نیز نیک، خادم دین اور ماں باپ کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم طارق محمود صاحب چیمہ انسپکٹر مال آمد صدر انجمن احمدیہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے دل میں بچپن سے سوراخ تھا جس کا پہلے علم نہ تھا۔ مورخہ 24 ستمبر 2010ء کو ایک ٹیسٹ کے بعد علم ہوا اور 26 ستمبر کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں کامیاب اوپن ہارٹ سرجری ہوئی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مزید پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین

کبڈی ٹورنامنٹ

(زیر اہتمام مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ)

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کو مجلس صحت کے تعاون سے مورخہ 24 ستمبر 2010ء سے 9/ اکتوبر 2010ء تک کبڈی ٹورنامنٹ کروانے کی توفیق ملی۔ ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز مورخہ 24 ستمبر 2010ء سے کیا گیا۔ اس ٹورنامنٹ میں ربوہ بھر سے 34 ٹیموں اور 500 اطفال نے شرکت کی جن کے مابین 43 میچز کھیلے گئے۔ ٹورنامنٹ کے پہلے دو راؤنڈ ناک آؤٹ سسٹم کی بنیاد پر کھیلے گئے۔ تمام میچز دارالفتوح شرقی کی گراؤنڈ میں منعقد ہوئے۔ مورخہ 9/ اکتوبر 2010ء کو بعد نماز عصر اس ٹورنامنٹ کا فائنل میچ دارالنصر وسطی اور دارالعلوم شرقی نور کے مابین کھیلا گیا جو کہ ایک دلچسپ مقابلے کے بعد دارالنصر وسطی نے جیت لیا اور ٹورنامنٹ کی فاتح ٹیم ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ فائنل میچ کے بعد اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم وسیم احمد امتیاز صاحب مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے تلاوت قرآن کریم اور مکرم شاہد محمود صاحب سیکرٹری صحت جسمانی مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کی ٹورنامنٹ کی رپورٹ پیش کرنے کے بعد کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے اور اجتماعی دعا کروائی۔ آخر پر تمام مہمانان کی خدمت میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

ولادت

مکرم عامر شہزاد عادل صاحب معلم سلسلہ میرا بھرٹ کا ضلع میرپور آزاد کشمیر تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم ناہید احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 13/ اکتوبر 2010ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کا نام توقیر احمد عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم عبدالرحمٰن مہار صاحب مرحوم آف محمود آباد سٹیٹ کا پوتا اور مکرم ناصر احمد صاحب سدھو گوٹھ اسماعیل آباد ضلع عمرکوٹ حال ماڈل کالونی کراچی کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک، خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

خواجہ ناظم الدین۔ پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیر اعظم

پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل اور دوسرے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کا تعلق نوابان ڈھاکہ کے خاندان سے تھا جہاں وہ 19 جولائی 1894ء کو پیدا ہوئے۔ وہ علی گڑھ یونیورسٹی اور ٹرنٹی ہال کیمبرج کے فارغ التحصیل تھے۔ ان کی عمر فقط 28 برس تھی جب انہوں نے میدان سیاست میں قدم رکھا اور 1922ء سے 1929ء تک ڈھاکہ میونسپل کمیٹی کے چیئرمین رہے۔ اس دوران وہ بنگال کی مجلس قانون ساز اور ڈھاکہ یونیورسٹی کے ایگزیکٹو کونسل کے رکن بھی رہے۔ پھر 1929ء میں بنگال کی کابینہ میں وزیر تعلیم منتخب ہوئے اور 5 برس تک اس عہدے پر فائز رہے۔ 1937ء میں وہ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر بنگال لیجسلیٹو اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور بنگال کی صوبائی حکومت کے وزیر داخلہ بن گئے۔

1941ء میں انہوں نے بنگال کی مجلس قانون ساز کے انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر ایک مرتبہ پھر کامیابی حاصل کی اور اپریل 1943ء سے مارچ 1945ء تک بنگال کے وزیر اعلیٰ رہے۔

1946ء میں انہوں نے اقوام متحدہ کے اجلاس، منعقدہ جنیوا میں ہندوستان کی نمائندگی کی انہوں نے کلکتہ سے ایک اخبار سٹار آف انڈیا بھی جاری کیا جو مسلمانان ہند کے مؤقف کا ترجمان تھا۔

قیام پاکستان کے بعد وہ مشرقی پاکستان کے پہلے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے اور قائداعظم کی وفات تک اس عہدے پر خدمات انجام دیتے رہے۔ قائد اعظم کے انتقال کے بعد وہ پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل بنے۔ 16/ اکتوبر 1951ء کو جب لیاقت علی خان شہید کر دیئے گئے تو قوم کی نظریں ایک مرتبہ پھر ان کی جانب اٹھیں اور انہوں نے پاکستان کے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھال لیا۔ غلام محمد پاکستان کے گورنر جنرل بن گئے۔

غلام محمد بڑے جوڑ توڑ کے آدمی تھے۔ چنانچہ ان کی خواجہ ناظم الدین جیسے مخلص شخص سے نہ نبھ سکی اور یوں خواجہ ناظم الدین وزارت عظمیٰ سے برطرف کر دیئے گئے۔ اس کے بعد خواجہ ناظم الدین نے باقی زندگی پس منظر میں گزاری۔

1964ء میں جب فیلڈ مارشل ایوب خان نے صدارتی انتخابات کروانے کا اعلان کیا۔ اپوزیشن نے انہیں اپنا صدارتی امیدوار بنانے پر اصرار کیا لیکن خواجہ ناظم الدین کی معذوری ظاہر کرنے پر یہ ذمہ داری محترمہ فاطمہ جناح نے اٹھالی۔ اسی انتخابی مہم کے دوران 22/ اکتوبر 1964ء کو خواجہ صاحب کا انتقال ہوگیا اور یوں پاکستان اپنے ایک مخلص اور مدبر سیاستدان سے محروم ہوگیا۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

25/اکتوبر 2010ء

1-30 am	فوڈ فار تھاٹ
2-05 am	گلشن وقف نو
3-05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اکتوبر 2010ء
4-15 am	رفقائے احمد
5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-35 am	تلاوت
5-45 am	یسرنا القرآن
6-05 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
6-35 am	زندہ لوگ
6-55 am	لقاء مع العرب
8-00 am	ایم۔ ٹی۔ اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 22/اکتوبر 2010ء
9-40 am	فوڈ فار تھاٹ
10-10 am	سوال وجواب
11-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
12-10 pm	زندہ لوگ
12-40 pm	گلشن وقف نو
1-35 pm	فرنچ ملاقات پروگرام
2-40 pm	انڈونیشین سروس
3-40 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
4-40 pm	تلاوت
4-55 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
5-25 pm	زندہ لوگ
6-00 pm	بنگلہ پروگرام
7-00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 9/اکتوبر 2009ء
7-50 pm	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
9-00 pm	خبرنامہ
9-20 pm	راہ ھدیٰ
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm	عربی سروس

26/اکتوبر 2010ء

12-30 am	لقاء مع العرب
1-35 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2-10 am	گلشن وقف نو
3-05 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی

4-05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 9/اکتوبر 2009ء
5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-35 am	تلاوت
5-45 am	ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
6-30 am	لقاء مع العرب
7-45 am	ایم۔ ٹی۔ اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-20 am	فرنچ ملاقات پروگرام
9-25 am	زندہ لوگ
10-10 am	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ سے خطاب
11-00 am	تلاوت اور درس ملفوظات
11-30 am	ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
12-00 pm	زندہ لوگ
12-30 pm	(۔) امن کا مذہب۔ حضور انور ایدہ اللہ کا لیکچر
1-00 pm	گلشن وقف نو
2-05 pm	سوال وجواب
3-05 pm	انڈونیشین سروس
4-00 pm	سندھی سروس
5-00 pm	تلاوت اور درس ملفوظات
5-25 pm	زندہ لوگ
5-55 pm	ان سائیٹ اور سائنس میڈیسن ریویو
6-25 pm	بنگلہ پروگرام
7-30 pm	مجلس خدام الاحمدیہ اجتماع 2004ء
8-25 pm	تاریخی حقائق
9-00 pm	خبرنامہ
9-30 pm	راہ ھدیٰ
11-10 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm	عربی سروس

درخواست دعا

مکرم محمد ارشد کاتب صاحب سابق کارکن نظارت اشاعت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم چوہدری محمد رشید صاحب والد مکرم ڈاکٹر محمد بشیر صاحب آف گھانا شدید بیمار ہیں اور الشفاء انٹرنیشنل اسلام آباد کے HDU(I.C.U) میں زیر علاج ہیں۔ احباب کی خدمت میں کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم فضل احمد صاحب کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ مکرمہ حنیفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم غلام محمد صاحب دارالعلوم غربی صادق ربوہ کئی سال سے بعارضہ فالج علیل ہیں۔ آجکل بیماری شدت پکڑ گئی ہے اور آپ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے کامل وعاجل شفایابی اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے درخواست دعا ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 22۔اکتوبر

طلوع فجر	4:49
طلوع آفتاب	6:14
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:31

راحت جان
تبخیر معدہ، گیس کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

ضرورت گھریلو ملازمہ
اسلام آباد میں کھانا پکانے میں ماہر ملازمہ کی ضرورت ہے۔ مرد حضرات بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ تنخواہ -/7000 روپے ماہانہ بمعہ سہولیات
رابطہ: 0333-5803377

ماڈرن ویزا ہیلپ لائن
U.N.O
کے کیسز کی تیاری کے لئے رابطہ کریں
تھائی لینڈ، ملیشیا، سنگاپور، چیک ریپبلک، کوسوو، البانیہ پولینڈ، مصر، چائنا، ہانگ کانگ، یو۔کے، امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا
ان تمام ممالک کے ہر قسم کے ویزہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے نیز ماسکو کا ایک سالہ سیاحتی اور نیوزی لینڈ کے دو سالہ تعلیمی ویزے کے حصول کا نادر موقع
یونائیٹڈ مارکیٹ بالمقابل سیون الیون بیکرز ربوہ
فون: 047-6211281 موبائل: 0334-6201286
Email:modernvisahelpline@gmail.com
maliksamarahmad@yahoo.com

FD-10

روغن زعفرانی
مہرے، مُرچے، موڈھے، گٹے، گوڈے کی درد سے فوری نجات
حکیم منور احمد عزیز
چک چھٹہ حافظ آباد والے
دارالفتوح شرقی ربوہ
فون 0476214029 موبائل: 03346201283

عید کیلئے گرم وفینسی کپڑوں کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے
صاحب جی فیبرکس گیلری
ریلوے روڈ ربوہ: 047-6214300

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھئے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
(1) کورس دو ماہ -/4000 ماہانہ (2) کورس تین ماہ -/6000 ماہانہ (3) صرف تیاری ٹیسٹ ایک ماہ -/4000
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423, 0476213372

PREMIER
Formaly Jakarta Currency
PREMIER EXCHANGE
Exchange co.'B' PVT.LTD.
co.'B' PVT.LTD
DEALS IN ALL FOREIGN CURRENCIES
State Bank Licence No.11
Director: Adeel Manzar
Ph: 042-7566873, 7580908, 7534690
Fax: 042-7568060, Mobil: 0333-4221419
Shop # 31, Ground Floor, Latif Centre, (Jewellry Market) Ichhra Lahore

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066,7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali